رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۸۶۱

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۲ | ۷ ظہور ۱۳۳۲ ہش ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۹

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ آجکل سندھ اور کراچی کے دورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ عید الاضحی کے قریب حضور کی ربوہ میں واپسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضور پرنور کو ہر طرح خیرو عافیت سے رکھے۔ آمین۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی کے متعلق تازہ اطلاع ملی ہے کہ آپ لاہور سے ربوہ بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔

قادیان میں ذکر حبیب کی مجالس

اور

درویشان قادیان کا سفر بٹالہ

از چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی درویش قادیان

گذشتہ ڈیڑھ ماہ میں ذکر حبیب کے مضمون پر چار مجالس قائم ہو چکی ہیں۔ درویش اصحاب ان مجالس میں بصد شوق شریک ہو کر مستفیض ہوتے ہیں۔ ایک مجلس میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے دائر کردہ اقدام قتل کے مقدمہ کے چشم دید حالات سنائے گئے۔ جن کے سننے سے درویشوں میں ان مقامات کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی صداقت کے کئی نشان ظاہر فرمائے تھے۔ چنانچہ ۳۰ جولائی ۱۹۵۳ء آخری جمعرات ہونے کی وجہ سے ہمارے دفاتر اور سارے ادارے بند تھے لہٰذا اس تعطیل سے فائدہ اٹھا کر ۵۲ درویشوں کا ایک قافلہ زیر امارت حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی قادیان سے صبح کی گاڑی پر بٹالہ گیا۔ جہاں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی وہ تمام مقامات دکھانے کے علاوہ جہاں کلام الٰہی

انی مہین من اراد اہانتک

و انی معین من اراد اعانتک

صداقت کا ظہور نہ ایک بار بلکہ بار بار ہوا تھا بعض دوسری ایسی جگہیں بھی دکھائیں جہاں جہاں سیدنا حضرت اقدس کو انہوں نے ٹھہرتے دیکھا ہوا تھا۔ ان مقامات کی تفصیل نیچے درج ہے

۱۔ پلیٹ فارم بٹالہ:- دو نمبر پلیٹ فارم بٹالہ کا مشرقی حصہ جو مشرقی واٹر پمپ (جہاں سے انجن پانی لیتے ہیں) سے کوئی پچاس فٹ مغرب کی طرف ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں بعد وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تابوت مبارک لاہور سے آنے والی گاڑی کے ڈبہ سے اتار کر رکھا گیا۔ تابوت ساڑھے گیارہ بجے رات گاڑی سے اتارا گیا تھا اور قریباً ایک گھنٹہ یعنی ½۱۲ بجے رات تک پلیٹ فارم پر رکھا رہا۔

۲۔ آم کا درخت:- یہ وہ آم کا درخت ہے جس کے نیچے پلیٹ فارم سے تابوت اٹھا کر لا کر رکھا گیا تھا۔ یہ آم کا درخت سٹیشن سے باہر سیڑھیاں اتر کر لب سڑک غربی جانب ہے اس درخت کے نیچے تابوت دو گھنٹے کے قریب رکھا رہا۔ پھر تابوت کو چارپائی پر رکھا گیا یہیں سے قادیان سے آنے والے مسیح پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ کندھوں پر قادیان پہنچا دیا۔ اس طرح قریباً ساڑھے آٹھ بجے صبح احباب تابوت مقدس کو لے کر قادیان پہنچے۔ اس آم کے درخت کے متعلق حضرت بھائی جی کے بیان فرمودہ کی تصدیق حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب نے بھی فرمائی۔ جو خوش قسمتی سے ۱۹۰۸ء میں بھی اس جگہ تھے اور حالیہ قافلہ میں بھی شامل تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ہیں۔

حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا رتھ میں تشریف لائیں رتھ کے ساتھ حضرت بھائی جی تشریف لائے۔ رتھ ساڑھے نو بجے صبح قادیان پہنچی۔

۳۔ سرائے مائی اچھراں والی۔ یہ سرائے ریلوے روڈ بٹالہ پر واقع ہے۔ اور رائل فونڈری بٹالہ (کارخانہ لوکہ وغیرہ) کے قریب بازار کے مشرقی حصہ میں ہے اس سرائے کے دروازے پر تحریر ہے کہ اسکی بنیاد ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۳ء کو رکھی گئی تھی۔ سرائے کا دروازہ مغرب کی طرف سڑک کی طرف کھلتا ہے دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی سیڑھیاں دائیں جانب سے اوپر کو چڑھتی ہیں۔ ایک کمرہ کے سامنے جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ جو دوسری منزل پر ہے۔ وہی وہ کمرہ ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آخری سفر اپریل ۱۹۰۸ء میں لاہور جاتے ہوئے قیام فرمایا تھا کمرہ تا حال وہی ہے۔ اس میں کوئی رد و بدل نہیں کیا گیا۔ اس کمرہ کی لمبائی ۹-۱۱ اور چوڑائی ۷-۱۱ ہے۔ اس سفر میں کل افراد حضور سمیت دس تھے۔ چھ افراد خاندان اور چار خدام یہیں سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام علی وال بھی لے گئے تھے۔

۴۔ احمدیہ مہمان خانہ۔ یہ ایک کمرہ بالاخانہ پر ہے۔ جو آج کل جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ امرتسر سے بٹالہ آتے ہوئے یہ مکان دائیں ہاتھ کی طرف ہے۔ مکان پرانا ہے۔ اس مکان کا ایک کمرہ مکرم حضرت منشی عبد الکریم صاحب نے جماعت کے لئے رکھا تھا۔ تاکہ آتے جاتے وہاں رہ سکیں۔ یہ کمرہ اندر جا کر نہیں دیکھا جا سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مہمان خانہ میں قیام نہیں فرمایا۔

۵۔ ذیل گھر بٹالہ۔ اس کی نچلی منزل تا حال حسب سابق ہے۔ اوپر کی منزل میں نئے کمرے بن گئے ہیں۔ حضرت بھائی جی نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عمارت میں بھی قیام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اس جگہ قیام زمانہ ۱۸۹۵ء سے قبل کا ہے۔ حضرت بھائی جی کی آمد ۱۸۹۵ء میں قادیان میں ہوئی اس کے بعد حضور اقدس نے اس میں قیام نہیں فرمایا ہاں ۱۸۹۵ء کے بعد بھی رتھ اسی مکان میں ٹھہرا کرتی تھی۔ نیز حضرت بھائی جی نے بتایا کہ محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار کا ڈال ذیل گھر کے جنوبی جانب تھا۔ محمد بخش صاحب (جنہوں نے مارٹن والے مقدمہ میں مولوی محمد حسین صاحب کے نیچے سے اپنی چادر کھینچی تھی) محمد اکبر صاحب موصوف کے بھائی تھے۔ ٹھیکیدار الہ یار صاحب بھی ان کے تیسرے بھائی تھے۔

۶۔ چوک۔ آر۔ ایم صاحب بٹالہ کی کچہری کے بڑے گیٹ کے سامنے والا) یہ چوک وہ مقام ہے کہ جہاں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مارٹن کلارک والے مقدمہ کی تاریخ کے روز بڑا سا جبہ پہن کر ایک ہجوم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قادیان سے بٹالہ پہنچنے (کسی بڑے منظر کی امید میں) کے منتظر تھے۔ لیکن دیکھتے کیا ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکہ سے ہنستے ہوئے اترے اور آپ کے استقبال کو کپورتھلہ کی جماعت کے افراد موجود تھے۔ جن میں سے چند دوست تو حضرت کو لینے بٹالہ سے باہر قادیان کی طرف انارکلی کے قریب تک آئے ہوئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس شان سے آتے دیکھ کر مولوی محمد حسین صاحب بل کھن گئے اور اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے چلے گئے۔

۷۔ فوجی سرائے۔ یہ وہی سرائے ہے جس کے ایک حصہ میں آج کل ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کی عدالت ہے۔ اور ایک حصہ میں میونسپل کمیٹی کے دفتر۔ اس عمارت کے جنوب مشرقی کونہ کے کمرہ کی چھت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رات قیام فرمایا۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر نے دوسرے روز کی تاریخ دی تھی۔ صاحب مجسٹریٹ کا نام ڈگلس تھا۔ جو بعد میں "سر" بھی ہو گئے۔

۸۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ریسٹ ہاؤس۔ (ڈاک بنگلہ۔) یہ وہ عمارت ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مقدمہ مارٹن کلارک کی دوسری پیشی ہوئی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور اسی ریسٹ ہاؤس میں قیام فرما تھے۔ ریسٹ ہاؤس کے مشرقی میدان میں سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس معہ عملہ کیمپوں میں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ اپنے خدام کے بٹالہ پہنچنے کے بعد ریسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے۔ جس میں کہ مقدمہ کی پیشی تھی پادری مارٹن کلارک پہلے ہی اندر تھے۔ ریسٹ ہاؤس کا وہ کمرہ "عدالت کا کمرہ" تھا۔ جو عمارت کے شمال مغربی حصہ میں ہے۔ اور جس کمرہ کے شمال اور مغرب میں دونوں طرف برآمدہ ہے۔ وہ اب تک اسی شکل میں ہے۔ حضرت بھائی جی نے بتایا کہ لمبی میز پر کمرہ میں مسٹر ڈگلس بیٹھے تھے کپتان ڈگلس مشرق کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے تھے دو کرسیاں ڈگلس صاحب (باقی صفحہ ۲ کالم نمبر ۲ پر)

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن کریم سے عشق

"آئینہ کمالات اسلام" کے عربی حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے سوانح حیات تحریر فرمائے ہیں۔ اسی ضمن میں قرآن کریم کے ساتھ اپنی محبت اور عشق کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ (خاکسار غلام احمد فرخ مبلغ سلسلہ)

حضور فرماتے ہیں:-

"جب میں جوانی کے قریب پہنچا۔ تو میں نے کسی قدر فارسی، صرف و نحو، منطق اور فلسفہ کے علوم پڑھے۔ اور تھوڑی سی طب کی تحصیل کی۔ اور میرے والد صاحب جو بہت مشہور حاذق طبیب تھے۔ اور ماہر فن تھے۔ انہوں نے بھی اس فن کی بعض کتب مجھے پڑھائیں۔ اور مجھے بہت ترغیب دلائی۔ کہ میں اس فن میں کمال حاصل کروں۔ مگر میرے دل نے نہ تو اس طرف رغبت کی اور نہ ہی حدیث اصول اور فقہ وغیرہ علوم کی طرف میری طبیعت کو میلان ہوا میں ایک ہی چیز کی طرف اپنے دل کو مائل پاتا تھا۔ اور وہ تھا قرآن اور اس کے حقائق نکات اور معارف اور درحقیقت قرآن کریم کی محبت پردوں کو پھاڑ کر میرے دل میں داخل ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس سے مجھے انواع و اقسام اور معارف کے پھل ملتے ہیں۔ جو نہ تو ختم ہو سکتے ہیں۔ اور نہ خراب۔ میں نے پا لیا۔ کہ قرآن کریم ایمان کو قوی کرتا اور یقین کو بڑھاتا ہے۔ اور درحقیقت وہ ایسا یکتا موتی ہے۔ جس کا ظاہر بھی نور ہے اور باطن بھی نور اور اس کے اوپر بھی نور ہے اور نیچے بھی نور۔ اور اس کے ہر لفظ اور ہر ایک کلمہ میں نور ہے۔ وہ ایک روحانی باغ ہے۔ جس کے درخت پھل سے لدے ہوئے ہیں۔ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہر ایک سعادت کا پھل اس میں موجود ہے۔ اور ہر ایک قسم کے علوم اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو اس کو چھوڑتا ہے اس کے لئے محرومی ہے اس کے فیوض کے گھاٹ نہایت شیریں پانی سے پُر ہیں اور پینے والوں کے لئے وہ بہت ہی مبارک ہے میرے دل میں قرآن کریم کا وہ نور ڈالا گیا ہے۔ جو کہیں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر قرآن نہ ہوتا۔ تو میری زندگی بے لطف ہوتی۔ مجھے اس میں وہ حسن نظر آتا ہے۔ جو لاکھ یوسف سے بھی زیادہ ہے اسی لئے میں کلی طور پر اس کا عاشق ہو چکا ہوں اور اس کی محبت گھول کر مجھے پلا دی گئی ہے۔ اس نے میری اس طرح تربیت کی ہے۔ جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ تربیت پاتا ہے۔ اور میرے دل پر اس کا عجیب اثر ہے۔ جو بیان سے باہر ہے۔ اور میں نے کشف میں دیکھا۔ کہ خطیرۃ القدس یعنی جنت قرآن کریم کے پانی سے سیراب کی جاتی ہے۔ وہ ایک سمندر ہے۔ جس میں آب حیات موجیں مار رہا ہے۔ جو اس میں سے پیتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ مردوں کو زندہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کا چہرہ حسین ترین ہے۔ اور اس کا لباس کمال کا خوبصورت ہے۔ اس کی مثال ایک بہترین قد و قامت کے حسین کی ہے۔ جس کو تناسب اعضاء میں کمال عطا کیا گیا ہے۔۔ اس کے علاوہ جس قدر کتب ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی کا کوئی ٹکڑا جو ناقص حالت میں اسقاط ہو چکا ہو۔ اگر آنکھ ہے تو ناک نہیں۔ اور اگر ناک ہے۔ تو آنکھ مفقود ان کے چہرے نہایت مکروہ اور متعفن ہیں ۔۔۔۔ پس میں بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے انوار میں سے وافر حصہ مجھے دیا۔ اور مجھ کو اعلیٰ درجہ کے پھلوں سے سیر کر دیا۔ اور ظاہری اور باطنی انعامات مجھے عطا فرمائے۔ اور مجھے اپنا مجذوب بنا لیا۔ میں جوان تھا۔ اور اب بوڑھا ہو چکا ہوں میں نے آج تک جس دروازہ کو کھولنے کی دعا کی۔ وہ کھولا گیا۔ اور جو نعمت بھی میں نے مانگی مجھے دی گئی۔ جس مشکل کے حل کی طلب کی۔ وہ حل کر دی گئی۔ اور جب بھی گڑگڑا کر دعا کی وہ سن لی گئی۔ اور یہ سب افضال مجھ پر اس لئے نازل ہوئے۔ کہ میں قرآن کریم سے محبت کرتا ہوں۔ اور اپنے پیارے آقا اور پیشوا سید المرسلین خاتم النبیینؐ سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو اس پر اتنے درود اور رحمتیں نازل فرما۔ جتنے آسمان میں اجرام ہیں۔ اور زمین کے ذرات ہیں اسی محبت کی وجہ سے جو میری فطرت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔ اس وقت بھی جب میں پیدا ہوا۔ اور اس وقت بھی جب گود میں دودھ پیتا تھا۔ اور اس وقت بھی جب میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔"

(منقول از اخبار المصلح)

احمدیہ جماعت کی تعلیم مذاہب عالم میں بہترین ہے

سب ڈویژنل مجسٹریٹ مالیر کوٹلہ کا تبصرہ

جناب سودیشر داس صاحب کھنہ سب ڈویژنل مجسٹریٹ مالیر کوٹلہ اپنے مکتوب مورخہ ۲۱ر جولائی ۱۹۵۳ء بنام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ کے خط مورخہ ۷ر ماہ حال اور قادیان کی زیارت کرنے کے لئے آپ کے دعوت نامے بھجوانے کا شکریہ۔ میں جلد سے جلد اس موقعہ کی انتظار میں ہوں۔ جب میں آپ کی پُر خلوص دعوت کو قبول کر سکوں۔ میں نے وہ کتابیں اور لٹریچر جو آپ کے مبلغ نے مجھے دیا ہے۔ بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔

اس تھوڑے سے علم کی بناء پر جو میں نے آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کیا ہے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپکی احمدیہ تعلیمات میں ہر مذہب کی وہ بہترین تعلیمات پائی جاتی ہیں جس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچ سکے۔"

درخواست دعا

خاکسار اپنی اہلیہ کو بعد معائنہ و تشخیص مرض وکٹوریہ ہسپتال امرتسر سے لایا ہے۔ اب قادیان میں علاج ہو رہا ہے۔ پہلے سے خفیف آرام ہے کامل شفایابی اور دیگر ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات کیلئے تمام احباب جماعت سے نہایت ہی عاجزانہ دعا کی درخواست ہے (خاکسار محمد حفیظ بقاپوری اسسٹنٹ ایڈیٹر)

ادیب فاضل میں کامیابی

چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی درویش قادیان امسال مشرقی پنجاب یونیورسٹی کے ادیب فاضل کے امتحان میں ۲۴۸ نمبر حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ان کے لئے اور جملہ درویشان کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

یہ امتحان انہوں نے پرائیویٹ طور پر پاس کیا ہے۔ اور سلسلہ کے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ وقت دے کر تیاری کی ہے۔

بھوشن (ہندی امتحان) پنجاب یونیورسٹی میں تین درویش طلباء کی کامیابی

امسال ہندی کے بھوشن کے امتحان میں پانچ درویش طلباء شامل ہوئے تھے۔ جن میں سے مندرجہ ذیل تین درویش کامیاب ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان سب کی کامیابی ان کے لئے اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے۔

نمبر شمار	نام درویش	حاصل کردہ نمبر
۱	سید شہامت علی صاحب	۳۷۹
۲	مولوی بشیر احمد صاحب	۳۱۶
۳	مولوی خورشید احمد صاحب	۳۱۶

یہ امر باعث خوشی ہے کہ سید شہامت علی صاحب کی بھوشن کے امتحان میں یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن آئی ہے۔ الحمد للہ۔

مقدمہ قتل سے باعزت بریت

عاجز اور عاجز کے لڑکے بشیر احمد بی۔ اے کو ہائی کورٹ نے مقدمہ قتل سے باعزت بری کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ ہم دونوں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درویشانِ قادیان اور دیگر تمام احباب جماعت کے از حد ممنون ہیں جنہوں نے ہمیں اپنی خاص دعاؤں میں نوازا۔ اور ہماری اس مصیبت میں ہم پر شفقت فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور کرم سے اعجازی طور پر ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی ہے۔ مقدمہ کی پیروی جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بار ایٹ لاء لاہور نے از حد محنت اور ہمدردی سے فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیوے۔ آمین۔

(عنایت اللہ بی۔ ایس۔ سی زراعت چک ۳۵ جنوبی۔ ضلع سرگودھا)

خطبہ جمعہ

جس کام کے کرنے کا خدا تعالیٰ ارادہ کر چکا ہو اس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی

خدا تعالیٰ اس دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے اس لئے جو شخص امن کو برباد کرنا چاہتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳ر جولائی ۱۹۵۳ء بمقام ناصر آباد سندھ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ احباب کے سامنے پیش ہے۔ اگرچہ اس کا موضوع زیادہ تر پاکستان کے گذشتہ فسادات اور حالیہ حالات کے متعلق ہے لیکن چونکہ ہندوستانی احباب کے لئے بھی ان کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے اسکو شائع کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

کل دوپہر سے مجھے

سر درد کے دورہ کی شکایت

ہے جو برابر چلتا جا رہا ہے غالباً اس کی وجہ وہ ٹھنڈی ہوا ہے۔ جو یہاں رات کے وقت چلتی ہے چنانچہ رات کو درد بڑھ جانے کی وجہ سے مجھے کمرہ کے اندر جانا پڑا اگر باوجود اس کے کہ دواؤں سے درمیان میں کچھ افاقہ سا محسوس ہوتا ہے۔ پھر دوبارہ درد شروع ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خالی درد کا ہی دورہ نہیں۔ بلکہ انفلوئنزا کا بھی حملہ ہے۔ جس کی وجہ سے گلے پر نزلہ گر رہا ہے۔ اور آواز پوری طرح نہیں نکلتی۔ اسی طرح کانوں میں بھی درد اور خارش ہے۔ اس وجہ سے میں آج زیادہ بول نہیں سکتا۔

اس وقت جو احباب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو

گزشتہ فتنہ کے ایام میں

سندھ میں ہی رہے ہیں۔ پنجاب جانے کا ان کو موقعہ نہیں ملا۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں۔ اور انہوں نے ان حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو پنجاب میں گزرے ہیں۔ ان دنوں گورنمنٹ کی پالیسی یہ تھی کہ حالات کو چھپایا جائے۔ اور دبایا جائے۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے۔ کہ ہر طرح امن ہے۔ اور اس میں معذور تھی۔ کیونکہ پولیٹیکل اصول کے مطابق یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اگر فتنہ و فساد کی خبریں پھیلیں۔ تو لوگوں میں اور بھی جوش پھیل جاتا ہے پس گورنمنٹ کے اکثر حکام کی یہ کارروائی کسی بدنیتی پر مبنی نہیں تھی۔ بلکہ مصلحت اس بات کا تقاضا کرتی تھی۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

باہر کی جماعتیں

مرکز اور پنجاب کے حالات سے ناواقف رہیں یہاں تک کہ جب حکومت نے دیکھا کہ خطوں کے ذریعہ ناظر دعوۃ و تبلیغ باہر کی جماعتوں کو اپنے حالات سے اطلاع دیتے ہیں تو انہوں نے ان خطوط کو بھی کسی قانونی عذر کے ماتحت روک دیا۔ ان دنوں پنجاب کے اکثر اضلاع کے

احمدیوں کی حالت

ایسی ہی تھی۔ جیسے لومڑ کا شکار کرنے کے لئے شکاری کتے اس کے پیچھے پیچھے دوڑے پھرتے ہیں۔ اور لومڑ اپنی جان بچانے کے لئے کبھی ادھر بھاگتا ہے۔ اور کبھی ادھر بھاگتا ہے۔ ان ایام میں لاریاں کھڑی کر کر کے احمدیوں کو نکالا جاتا۔ اور انہیں پیٹا جاتا۔ اسی طرح زنجیریں کھینچ کر گاڑیوں کو روک لیا جاتا۔ اور پھر تلاشی لی جاتی کہ گاڑی میں کوئی احمدی تو نہیں۔ اور اگر کوئی نظر آتا۔ تو اسے مارا پیٹا جاتا۔ اسی طرح ہزاروں ہزار کے جتھے بن کر دیہات میں چلے جاتے۔ اور گاؤں کے دس دس پندرہ پندرہ

احمدیوں پر حملہ

کر دیتے۔ یا اگر ایک گھر ہی کسی احمدی کا ہوتا تو اسی گھر پر حملہ کر دیتے۔ مال و اسباب لوٹ لیتے احمدیوں کو مارتے پیٹتے اور بعض شہروں میں احمدیوں کے گھروں کو آگ بھی لگائی گئی۔ بیسیوں جگہوں پر احمدیوں کے لئے پانی روک دیا گیا۔ اور وہ تین تین چار چار دن تک ایسی حالت میں رہے کہ انہیں پانی کا ایک قطرہ تک بھی نہیں مل سکا۔ اسی طرح بعض جگہ ہفتہ ہفتہ دو دو ہفتے وہ بازار سے سودا بھی نہیں خرید سکے۔ بیرونی جماعتیں ان حالات سے ناواقف تھیں۔ وہ گورنمنٹ کے اعلان کو سنکر کہ ہر طرح امن ہے اور خیریت ہے خوش ہو جاتی تھیں۔ حالانکہ جس وقت خیریت کے اعلان ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ احمدیوں کے لئے

خطرے کا وقت

ہوتا تھا۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ حکومت کے اکثر افسروں کی نیت نیک تھی۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ اگر ملک میں یہ خبریں پھیلیں کہ لوگ احمدیوں پر سختی کر رہے ہیں۔ تو دوسری جگہوں کے لوگ بھی ان پر سختی کرنے لگ جائیں گے۔ اس لئے

امن کے قیام کے لئے

ضروری ہے کہ متواتر یہ اعلان کئے جائیں کہ سب جگہ امن ہے۔ تاکہ شورش دب جائے اور لوگ سمجھ جائیں کہ سب جگہ امن ہے تو ہمیں فساد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس ہم ان میں سے اکثر کی نیت پر شبہ نہیں کرتے۔ ہمیں سیاسیات کا علم ہے اور ہم نے تاریخ کا بھی مطالعہ کیا ہوا ہے۔

ہم جانتے ہیں

کہ تمام حکومتیں ایسا ہی کرتی ہیں۔ کیونکہ علم النفس کے ماتحت لوگوں کے جوش اسی وقت ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو کہ سب جگہ امن ہے۔ اگر انہیں پتہ لگے کہ بعض مقامات پر امن نہیں۔ تو وہ خود بھی امن سے نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی شورش نہ کی۔ تو لوگ ہمیں طعنہ دیں گے۔ کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اسی وجہ سے

حکومتوں کا عام دستور

یہی ہے۔ کہ ابتداء میں جو خبریں نکل جائیں سو نکل جائیں۔ بعد میں وہ یہ پراپیگنڈا شروع کر دیتی ہیں۔ کہ سب جگہ امن قائم ہو گیا ہے۔ تاکہ ایک جگہ کے لوگ دوسری جگہوں کی خبریں سنکر بیٹھ جائیں۔ اور فتنہ و فساد کو ترک کر دیں۔ بہرحال ان حالات میں سے دو اڑھائی ماہ کے قریب ہماری جماعت گزری۔ بسا اوقات ہمیں بیرونی جماعتوں کی طرف سے چٹھیاں پہنچی تھیں الحمد للہ پنجاب میں امن قائم ہو گیا ہے۔ اور جماعت کے خلاف شورش دب گئی ہے۔ مگر اسی وقت ہمیں پنجاب کی مختلف اطراف سے یہ اطلاعات پہنچ رہی ہوتی تھیں۔ کہ فلاں کا گھر لوٹ لیا گیا ہے۔ فلاں جگہ عورتوں اور بچوں پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور انہیں بچا بچا کر محفوظ مقامات پر پہنچایا جا رہا ہے فلاں کا

گھر جلا دیا گیا ہے

مگر باہر کی جماعتوں کی طرف سے مبارکباد اور خوشی کے خطوط پہنچ رہے ہوتے تھے کہ الحمد للہ

گورنمنٹ کے اعلانات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب ہر طرح خیریت ہے۔ پس آپ لوگ اس مصیبت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جس میں سے پنجاب کے لوگوں کو گزرنا پڑا کیونکہ سندھ۔ سرحد اور بنگال میں ان فسادات کا ہزارواں حصہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ جو پنجاب میں ظاہر ہوئے۔ اس وجہ سے یہاں کے لوگ امن میں رہے اور خیریت سے رہے لیکن باوجود اس کے کہ ان فسادات نے پنجاب میں

انتہائی نازک صورت

اختیار کرلی تھی۔ وہ تغیرات جو گورنمنٹ میں پیدا ہوئے ان کی وجہ سے بھی اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ حکام کا ایک حصہ ایسا تھا جو دیانت دار تھا۔ اور اپنے فرائض کو ادا کرنا چاہتا تھا۔ یہ فتنہ آخر دب گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس

فتنہ کی روح ابھی باقی ہے

اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر آئندہ فتنہ اُٹھے، تو وہ شاید پنجاب کی بجائے سندھ میں پیدا ہو یا بنگال میں پیدا ہو یا ممکن ہے پنجاب میں ہی پیدا ہو۔ کیونکہ ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ اس دفعہ جو فتنہ اُٹھا ہے یہ خالص مذہبی نہیں تھا۔ بلکہ سیاسی تھا ہمارے ملک میں حکومت لیگ کی ہے۔ اور لیگ کی حکومت جب سے پاکستان بنا ہے۔ برابر چلتی چلی جا رہی ہے۔ اور بظاہر آثار ایسے نظر آتے ہیں کہ ایک لمبے عرصہ تک

مسلم لیگ کی حکومت

ہی قائم رہے گی۔ لیکن بدقسمتی سے لیگ کے کارکنوں کا ایک حصہ جس نے پاکستان بننے کے وقت بڑی قربانی کی تھی۔ اپنے دوسرے ساتھیوں سے اختلاف ہو جانے کی وجہ سے لیگ سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہو گیا۔ مگر چونکہ اس وقت نیا نیا پاکستان بنا تھا ملک کا بیشتر حصہ یہ چاہتا تھا کہ ہمارے ملک میں زیادہ پارٹیاں نہ بنیں۔ اور

نظم و نسق ایک ہی ہاتھ میں رہے

چنانچہ باوجود اس کے کہ یہ جدا ہونے والے مشہور آدمی تھے۔ اور انہیں خیال تھا کہ اکثریت ان کا ساتھ دے گی۔ لوگوں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی قربانیاں بڑی تھیں۔ وہ ملک کے خیر خواہ بھی تھے۔ انہیں لوگوں میں رسوخ بھی حاصل تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم لیگ سے الگ ہو گئے تو لیگ کا اکثر حصہ ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں جو یہ احساس پیدا ہو چکا تھا کہ زمانہ نازک ہے ہمیں اس

نازک زمانہ میں

اپنے اندر تفرقہ پیدا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ اتنا مضبوط ثابت ہوا۔ کہ وہ لیگ سے باہر نکل کر ایک عضوِ بے کار بن کر رہ گئے۔ اور اکثریت نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ ہم سیاسیات کے ذریعہ لیگ کو شکست نہیں دے سکے۔ بوجہ اس کے کہ مسلمانوں میں

اتحاد کا جذبہ

موجود ہے۔ اور وہ اپنی حکومت کے قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ تو انہوں نے سوچا کہ اب ہمیں کوئی اور تدبیر اختیار کرنی چاہیئے۔ اور ایسے رستہ سے حکومت کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جس میں

عوام کی تائید

ہمارے ساتھ شامل ہو۔ چنانچہ اس غرض کے لئے انہوں نے علماء کو چنا۔ تاکہ لوگوں کو یہ محسوس نہ ہو۔ کہ یہ حکومت اور لیگ کی مخالفت ہے۔ بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ یہ مخالفت صرف مذہب اور مذہبی کی ہے۔ اور اس غفلت اور جہالت میں وہ اپنے اصل موقف کو چھوڑ دیں۔ اور ایسے مواقع پیدا کر دیں۔ جو بعد میں ان لوگوں کے لئے حکومت سنبھالنے کا موجب بن جائیں۔ چنانچہ

اس فتنہ کی تمام تاریخ

اس بات پر شاہد ہے۔ حتیٰ کہ عملی طور پر اس فتنہ سے دلچسپی رکھنے والے اور مذہبی طور پر ہم سے اختلاف رکھنے والے وزراء نے بھی جب تقریریں کیں۔ تو انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ فتنہ سیاسی ہے مذہبی نہیں۔ اور سیاسی فتنہ اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ فتنہ پیدا کرنے والوں کو بن کا

اصل مقصد

حاصل نہ ہو جائے۔ اب بظاہر تو یہ فتنہ اُٹھا اور دب گیا۔ اور لوگوں نے محسوس کیا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں رہا۔ کیونکہ حکومت کے حصول میں وہ بھی ناکام رہے۔ اور انہیں وہ مقاصد حاصل نہ ہوئے۔ جو وہ چاہتے تھے۔ لیکن اس فتنہ سے اتنا ضرور پتہ لگ گیا ہے کہ ہمارے ملک کا مسلمان اتنا سادہ ہے کہ اسے جوش دلایا جائے۔ تو وہ مذہب کے نام پر ہر کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

امریکہ کا ایک بڑا پروفیسر

ایک دفعہ ربوہ میں مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ اس نے بتایا کہ مجھے سارے ایشیاء کے حالات مطالعہ کرنے اور یہ دیکھنے کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ کہ یہاں کمیونزم کے پھیلنے کے کس حد تک امکانات ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ میں جاپان میں بھی گیا ہوں۔ چائنا میں بھی گیا ہوں۔ برما میں بھی گیا ہوں۔ ہندوستان میں بھی گیا ہوں۔ اور پاکستان میں بھی پھرا ہوں۔ مجھ پر یہ اثر ہے کہ کسی اور جگہ کمیونزم پھیل جائے تو پھیل جائے۔ پاکستان میں یہ کبھی نہیں پھیل سکتا۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ اس لئے کہ اسلام کی تعلیم کو میں نے دیکھا ہے۔

وہ کمیونزم کے خلاف ہے

جب اسلام کی تعلیم ہی کمیونزم کے خلاف ہے تو کم از کم پاکستان میں تو کمیونزم نہیں پھیل سکتا۔ میں نے کہا آپ کو دھوکا لگا ہے۔ کہنے لگا کس طرح۔ میں نے کہا اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم کمیونزم کے خلاف ہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ بھی سوچا کہ مسلمانوں میں سے کتنے ہیں جو

اسلام کی تعلیم سے واقف

ہیں۔ آپ گاؤں میں چلے جائیں۔ اور لوگوں سے باتیں کریں۔ آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ دس ہزار میں سے ایک بھی اسلامی تعلیم سے واقف نہیں۔ کہنے لگا مولوی تو واقف ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ لیکن کبھی آپ نے اس امر پر بھی غور کیا کہ ہمارے ملک کے مولوی کا گذارہ کیا ہے۔ ۰۰۰ میں سے ننانوے مولوی ایسا ہے۔ جس کی ماہوار آمدن تو دس روپیہ سے زیادہ نہیں۔ گویا اس کی حیثیت ایک کمین سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اور جس کا گذارہ اتنا معمولی ہے۔ اور جسے لوگ اپنے گھر کی بچی کھچی روٹی اور سڑی گلی ترکاری دینے کے عادی ہیں۔ اسے خریدنا کونسا مشکل کام ہے۔ ہمارے ملک میں

لطیفہ مشہور ہے

کہ کوئی لڑکا ملاں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اماں نے آپ کے لئے کھیر بھجوائی ہے اس نے کہا تمہاری اماں کو آج کیا خیال آیا کہ اس نے کھیر بھجوا دی۔ پچاس سال مجھے کام کرتے ہو گئے۔ آج تک تو اس نے کبھی کھیر نہیں بھجوائی تھی۔ آج اُسے کیا خیال آگیا۔ لڑکا کہنے لگا۔ کھیر میں کتا منہ ڈال گیا تھا۔ اماں کہنے لگی کہ جاؤ اور جا کر مولوی صاحب کو دے آؤ۔ اسے غصہ آیا۔ اور اس نے برتن اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ مٹی کا برتن تھا۔ زمین پر پڑتے ہی وہ ٹوٹ گیا۔ یہ دیکھ کر لڑکا رونے لگ گیا۔ اس نے کہا۔ تو کیوں روتا ہے۔ کھیر اگر میں نے نہیں کھائی۔ تو میری مرضی ہے۔ تیرے لئے اس میں رونے کی کونسی بات ہے۔ کہنے لگا۔ میں روتا اس لئے ہوں۔ کہ یہ برتن وہ تھا۔ جس میں اماں بچے کو پاخانہ پھروایا کرتی تھی۔ وہ ٹوٹ گیا ہے۔ اور اب اماں مجھے مارے گی۔ غرض

اکثریت مولویوں کی

ایسی ہی ہے۔ جن کے گذارے نہایت ادنےٰ ہیں۔ سوائے شہروں کے چند مولویوں کے کہ انہیں لوگوں میں عزت حاصل ہے۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے انہیں وظیفے ملتے ہیں یا انہوں نے تجارتوں میں حصہ لیا ہوا ہے۔ یا اپنے نام الاٹمنٹیں کروا رکھی ہیں۔ باقی سب ایسے ہیں۔ جو جمعرات کی روٹی پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور یا پھر شادی بیاہ یا کسی کی موت پر نہایت ذلیل کام کر کے چونی یا اٹھنی لے لیتے ہیں۔ اور یا پھر عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی ہوتی ہے۔ تو اس کی کھالیں لے لیتے ہیں۔ مگر اب

عید کی کھالوں پر

بھی جیسل کی طرح کبھی کوئی مدرسے والا جھپٹا مارتا ہے۔ کبھی کوئی خانقاہ والا جھپٹا مارتا ہے اور کبھی کوئی تباہیٔ مساکین اور بیوگان کے نام پر اس میں شریک ہوجاتا ہے۔ غرض قربانی کی کھال بھی اب صرف آدھی یا پونی ملاّ کو ملتی ہے۔ گویا سارے سال میں دس پندرہ روپے اسے کھال کے مل جاتے ہیں۔ میں نے کہا۔ جو شخص اتنا بھوکا منگا ہے۔ اور جس کا مالی لحاظ سے اتنا بُرا حال ہے۔ اس کو خرید لینا کونسا مشکل کام ہے۔ جس دن کمیونسٹوں نے چند ایک ملانوں کی چار چار پانچ پانچ سو روپیہ تنخواہ مقرر کر دی۔ تم دیکھو گے۔ کہ وہ باقی ملانوں کو اپنے ساتھ ملا لیں گے اور سب مل کر سارے ملک کو اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ کیونکہ ہمارا ملک مولوی کے اثر کے نیچے ہے۔ کہنے لگا اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے۔ تو آخر وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کیا کہیں گے۔ میں نے کہا۔ تم نے ہمارے ملک کے کیریکٹر کا مطالعہ نہیں کیا۔

ہمارے ملک کا کیریکٹر

قرآن اور حدیث کے نہ جاننے کی وجہ سے یہ ہے کہ اگر مولوی کھڑا ہو جائے۔ اور کہے کہ اس وقت قرآن سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور اسلام کی عزت خطرہ میں ہے۔ اس وقت قرآن پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ تو سارے مسلمان کہیں گے۔ اسلام زندہ باد۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ باد۔ اس طرح جس دن مولویوں نے کہا۔ کہ کمیونزم ہی اسلام ہے۔ جو کچھ قرآن کہتا ہے۔ وہی

لینن اور سٹالن

کہتا ہے۔ رازی نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ قرطبی نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ ابن حیان نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ ابن جریر نے قرآن کو نہیں سمجھا۔ سیوطیؒ نے قرآن کو نہیں سمجھا ہے۔ تو لینن اور سٹالن نے سمجھا ہے۔ تو سارے مسلمان کہہ اُٹھیں گے۔ لینن زندہ باد۔ سٹالن زندہ باد۔ اسلام زندہ باد۔ پس ہم سے زیادہ کمیونزم کے خطرے میں اور کوئی نہیں۔ کیونکہ اور ممالک کے لوگوں تک پہنچنے کے لئے

عقل کی ضرورت ہے

اور ہمیں صرف بے وقوف بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کا مسلمان یہ نہیں سوچے گا۔ کہ یہ تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ وہ صرف اتنا سنے گا۔ کہ "اسلام خطرہ میں ہے"۔ اور اس کے بعد وہ اسلام کے نام پر سر خلاف اسلام کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ اسلام ہے کیا۔ مگر اسے یقین دلا دو۔ کہ اسلام خطرہ میں ہے تو پھر چاہے اسلام کے خلاف ہی اس سے لڑائی شروع کرا دو۔ وہ لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ کیونکہ اگر کسی مسلمان کو جوش آسکتا ہے۔ تو صرف ان الفاظ سے کہ اس وقت

اسلام خطرہ میں ہے۔

بلکہ تم اگر یہ کہو۔ کہ توحید کے ماننے سے اس وقت اسلام خطرہ میں ہے۔ تو وہ یہ بھی نہیں سوچے گا۔ کہ توحید کتنی اہم چیز ہے۔ وہ فوراً اسلام کے نام پر توحید کے خلاف لڑنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ پس میں نے اسے کہا۔ کہ تم غلطی پر ہو۔ سب سے زیادہ خطرہ کمیونزم سے پاکستان کو ہی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہمارا مذہب اس کی تائید میں ہے۔ ہمارا مذہب یقیناً اس کے خلاف ہے۔ اس لئے بھی نہیں کہ ہماری اقتصادی حالت ایسی ہے کہ یہاں کمیونزم پھیل سکتا ہے۔ ہماری اقتصادی حالت بے شک گری ہوئی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اس حد تک گری ہوئی نہیں۔ کہ کمیونزم کے پھیلنے کے اس میں ایشیا کے دوسرے ممالک سے زیادہ امکانات ہوں۔ یہاں اگر کمیونزم کا خطرہ ہے۔ تو صرف اس لئے کہ مسلمانوں کو

نعرہ بازی کی عادت

ہے۔ ایک لیڈر اٹھ کر کوئی نعرہ لگا دے۔ تو سارے مسلمان اس کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کے خلاف جو فتنہ اُٹھایا گیا تھا۔ اس میں انہیں ناکامی ہوئی۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کے بیوقوف لیڈر

پھر یہ سوچ رہے ہیں۔ کہ اس سلوگن اور نعرہ بازی سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اور پھر مسلمانوں کو فتنہ و فساد پر آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ کل "المصلح" آیا۔ تو میں نے اس میں پڑھا۔ کہ

سہروردی صاحب نے

کراچی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ

"پاکستان میں ایک مذہبی تحریک اُٹھی۔ اُسے حکمرانوں نے قوت سے دبا دیا۔ علماء کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ اور آج بڑے بڑے لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمان غلط راستہ پر ہیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ہمارے رسول کو آخری نبی نہ مانے تو ہم اس کو مسلمان مان لیں۔ گویا یہ بڑے بڑے عہدوں والے اب ہمیں اسلام سکھا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر ہم ان کی بات نہیں مانیں گے تو دوسروں کی طرح ہمارا بھی وہی حشر ہو گا۔" (المصلح ۲۲ جولائی ۱۹۵۳ء)

یہ ایک

خطرے کا الارم

ہے۔ جس سے ہماری جماعت کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ سہروردی صاحب پھر اس نسخہ کو آزمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس کو مسلمان ایک دفعہ آزما چکے ہیں۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ یہ کوئی سوال ہی نہیں۔ کہ جو لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ ان کو مسلمان مان لو۔ بلکہ اگر کوئی شخص یہ بحث کرتا ہے۔ کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں تو ہم اس کو بھی

بیوقوفی کی بات

سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہم کو مسلمان سمجھ لے گا۔ تو کیا اس کے مسلمان سمجھ لینے سے ہم واقعہ میں مسلمان بن جائیں گے۔ یا اگر کوئی شخص ہم کو کافر سمجھ لے گا۔ تو اس کے کافر سمجھ لینے سے ہم واقعہ میں کافر بن جائیں گے۔

اسلام کا تعلق

تو خدا سے ہے۔ کسی انسان سے نہیں۔ پس اس سے زیادہ بے وقوفی کی بات اور کیا ہو گی۔ کہ مجھے یہ فکر لاحق ہے۔ کہ سہروردی صاحب مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ وہ مجھے کافر بلکہ اکفر بھی سمجھ لیں۔ تو میرے لئے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ اسی طرح یہ بھی خلاف عقل بات ہے۔ کہ میں کسی کو کیا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں اگر کسی کو کافر کہوں تب بھی میرے کافر کہنے سے اُس کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ہاں اگر خدا اُسے کافر کہے گا۔ تب بے شک اُس کے لئے فکر کی بات ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر خدا کافر نہیں کہتا۔ اور میں اُسے کافر کہتا ہوں۔ یا وہ مجھے کافر کہتا ہے تو نہ

اُس کے کافر کہنے سے

میرا کوئی نقصان ہے۔ اور نہ میرے کافر کہنے سے اُس کا کوئی نقصان ہے۔ پس یہ تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ کہ سہروردی صاحب کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی کہ "یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے رسول کو آخری نبی نہ مانے۔ تو ہم اس کو مسلمان مان لیں"

آخر کب گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ احمدیوں کو مسلمان سمجھو یا کب گورنمنٹ نے کسی کو سزا دی ہے۔ کہ تم کیوں

احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے

جب ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہؤا۔ تو ان الفاظ کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ جھوٹ بول کر لوگوں کو اشتعال دلایا جائے۔ کہ اگر کوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے۔ تب بھی ہمیں مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ ہم اس کو مسلمان مان لیں۔ حالانکہ نہ گورنمنٹ نے ایسا کہا ہے اور نہ اس بنا پر اس نے آج تک کسی کو کوئی سزا دی ہے کہ احمدیوں کو کیوں مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔

حقیقت یہ ہے

کہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ وہ کلی طور پر آزاد ہیں۔ اور اس سے نہ خواجہ ناظم الدین صاحب انہیں روک سکتے تھے۔ اور محمد علی صاحب روک سکتے ہیں۔ سہروردی صاحب گھر میں بیٹھ کر یا بازاروں میں کھڑے ہو کر سارا دن ہمیں کافر کہتے رہیں۔ تو نہ حکومت انہیں روک سکتی ہے۔ نہ پارلیمنٹ انہیں روک سکتی ہے۔ اور نہ کوئی اور طاقت انہیں روک سکتی ہے۔ پس یہ کہنا کہ ہمیں کافر کہنے سے روکا جاتا ہے۔ جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ محض اس لئے بنایا گیا ہے۔ تاکہ سیاسی چالوں کے ذریعہ سے لوگوں میں اشتعال پیدا کر کے انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے اور حکومت کی مخالفت کی جائے۔

اس سے پتہ لگتا ہے

کہ وہ شورش جو بظاہر دبی ہوئی نظر آتی ہے۔ اصل میں دبی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کہ وہ اس شورش کو دبا دے یا اس کو ابھرنے دے۔ بہرحال سہروردی صاحب نے اس فتنہ کو بھڑکانے کی کوشش کی ہے۔ اور جیسا کہ ان کی تقریر سے ظاہر ہے۔ انہوں نے جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ گویا وہ چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو اس فتنہ کو ہوا دی جائے۔ اور لوگوں کو ایک بار پھر اشتعال دلا کر فساد پر آمادہ کیا جائے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس دنیا پر نہ لیگ حاکم ہے نہ خواجہ ناظم الدین صاحب حاکم تھے۔ اور نہ مسٹر محمد علی حاکم ہیں۔ اس دنیا پر

زمین و آسمان کے خدا کی حکومت ہے

اور جس کام کے کرنے کا خدا ارادہ کر چکا ہو۔ اس کو نہ سہروردی صاحب روک سکتے ہیں۔ اور نہ دنیا کی کوئی طاقت روک سکتی ہے۔ اگر خدا ان فتنوں سے ہم کو بچانا چاہتا ہے۔ اور جبکہ ہم جانتے ہیں۔ وہ یقیناً ہم کو بچانا چاہتا ہے۔ تو خواہ عارضی طور پر ہمیں بعض تکلیفیں بھی پہنچیں۔ اور ہماری جماعت کے افراد کو نقصان بھی ہو۔ یقیناً

آخری فتح ہماری ہی ہو گی

اور چونکہ ہمارا نام لے کر حکومت کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ان کی ان کوششوں کے بد اثرات سے اللہ تعالیٰ حکومت کو بھی محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ وہ محض ہماری وجہ سے بدنام ہو رہی ہے۔ حکومت کا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہیں کہ وہ چاہتی ہے۔ کہ ملک میں امن قائم ہو اور فتنہ پیدا کرنے والے عناصر کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اور چونکہ یہ ہمارے خلاف لوگوں کو اکسا کر حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ صرف ہماری ہی تائید نہیں فرمائے گا۔ بلکہ وہ اس حکومت کی بھی تائید فرمائے گا۔ جو ہماری وجہ سے بلکہ یوں کہو کہ انصاف قائم رکھنے کی کوشش کی وجہ سے مطاعن کا ہدف بنی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت

ہے۔ کہ جب کوئی شخص ناراستی کی وجہ سے کسی قوم کو اپنا ہدف بناتا ہے تو خدا تعالیٰ کی غیرت نہ صرف مظلوم کو بچانے کے لئے بھڑکتی ہے۔ بلکہ وہ ان لوگوں کو بھی بچاتی ہے۔ جو اس مظلوم کا ساتھ دینے کی وجہ سے دنیا کی نگاہ میں بدنام ہو رہے ہوں۔ پس سہروردی صاحب نے جو کچھ کہا ہے۔ اس سے انہوں نے اپنے لئے کوئی کامیابی کا راستہ نہیں کھولا۔ بلکہ اپنی کامیابی کے راستہ میں انہوں نے کانٹے بچھا لئے ہیں۔ انہوں نے حکومت کے مٹانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن حکومت کا مقابلہ کرتے ہوئے انہوں نے

خدا تعالیٰ پر حملہ کر دیا ہے

خدا اس دنیا میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔ خدا اس دنیا میں انصاف کرنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص امن کو مٹانا چاہتا ہے۔ اور انصاف کی بجائے ظلم اور تعدی کا راستہ کھولنا چاہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور خدا ایسے شخص کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ بے شک بعض زمانے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ لوگوں کو کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ کہ جو تمہارے جی میں آتا ہے کرو۔ میں تمہارے معاملات میں دخل دینے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن یہ وہ زمانہ ہے۔ جس میں

خدا دخل دے رہا ہے

اور ایسے زمانہ میں جب خدا دنیا کے معاملات میں دخل دے رہا ہو۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرتا اور دنیا میں ظلم اور ناانصافی کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو خدا اس کے شر اور فتنہ سے دنیا کو ضرور بچاتا ہے۔ اور وہ اپنے ارادہ میں

کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

صوبہ اڑیسہ۔ بہار۔ یو۔پی کی جماعتیں مطلع رہیں

مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت صوبہ اڑیسہ۔ بہار اور یو۔پی کی جماعتوں کے دورہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ سب سے پہلے اڑیسہ پھر بہار۔ پھر یو۔پی کا دورہ کریں گے۔ اور وہ اپنے پروگرام سے خود جماعتوں کو اطلاع دیں گے کہ وہ کس تاریخ کو کس جماعت میں پہنچیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔ (قائمقام ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

کراچی ۲۰ راگست۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے بدات پاکستان ریڈیو سے پہلی بار نشری تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور ہند کی اقتصادی پیشرفت اور ترقی کے لئے دونوں ملکوں کے جھگڑوں کا تصفیہ ہونا ناگزیر ہے۔ وزیر اعظم پاکستان نے پنڈت نہرو سے اپنی کانفرنس میں تبصرہ کیا اور کہا کہ ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا اگرچہ اس کانفرنس میں بعض مسائل کا تصفیہ نہ ہو سکا لیکن ہم لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں اور اس قابل ہو گئے ہیں کہ آئندہ کانفرنس کے لئے جو اگست کے آخر یا ستمبر کے شروع میں دلی میں ہو گی بہتر اور مناسب رویہ اختیار کریں۔

انہوں نے پاکستان کو یقین دلایا کہ وہ قومی مقاصد کے لئے ہر امکان جدوجہد کریں گے اور عوام کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے۔

اس سے قبل انہوں نے اپنی تقریر میں کراچی کے شہریوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے پاکستان کے معزز مہمان پنڈت جواہر لال نہرو کا ایسے تپاک سے استقبال کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم کے دل میں کوئی برائی نہیں ہے اور عوام ہندوستان کے خلاف کوئی مذموم ارادہ نہیں رکھتے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ ہند اور پاکستان کے تعلقات متعدد نزاعی معاملات کی وجہ سے خراب ہیں۔ پنڈت نہرو کا کراچی میں جس طرح استقبال کیا گیا اس سے پاکستانیوں کی اسلامی مہمان نوازی اور ہمسایوں سے حسن سلوک کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میرا بھی آپ ہی لوگوں میں شمار ہے۔

جو لوگ کراچی کانفرنس سے فوری نتائج کی توقعات وابستہ کر رہے تھے ان کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی نے کہا کہ کراچی کانفرنس صرف ابتدائی مذاکرات کی حیثیت رکھتی تھی۔ آئندہ کانفرنس دلی میں ہو گی۔

پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی نے یہ باتیں کہیں کہ حکومت اور عوام کو مل کر کام کرنا چاہیئے۔ اور میرے مقاصد اس بات کے منتظر ہیں کہ پاکستانی عوام ہمارے ساتھ تعاون کریں لیکن ہم کو جو عظیم مصائب درپیش ہیں ان کو حل کرنے کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ تعاون کی ضرورت ہے۔

افکار و آراء

اردو اور ہندوستان
زبان کے ساتھ مذہبی ظلم
قابل توجہ مرکزی گورنمنٹ

ہندوستان کے صوبجات میں اس وقت صرف تین صوبجات ایسے ہیں جہاں کہ اردو پڑھی یا بولی جاتی ہے (۱) یو۔پی (۲) دہلی اور (۳) مشرقی پنجاب (جس میں کہ پٹیالہ اور ہماچل پردیش کے صوبجات بھی شامل ہیں) ان صوبجات کے علاوہ بہار بنگال۔ راجستھان سنٹرل انڈیا سی پی۔ بمبئی، مدراس اور اڑیسہ وغیرہ کسی صوبہ میں بھی عوام میں اردو رائج نہیں۔ اور ان علاقوں کے صرف مسلمان اردو پڑھ یا بول سکتے ہیں۔ یعنی اگر اردو زبان کے علاقائی زبان قرار دیے جانے کا امکان ہے۔ تو صرف تین صوبجات یعنی یو۔پی۔ دہلی اور مشرقی پنجاب میں مگر ان تین صوبجات میں بھی اردو زبان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ان تینوں صوبجات کے دفاتر سے اردو کو خارج کر دیا گیا۔ عدالتوں میں اردو کی جگہ ہندی نے حاصل کر لی۔ اور ریلوے سٹیشنوں کے بورڈوں تک سے اردو کے الفاظ کو کھرچ دیا گیا۔ اور ان تینوں صوبجات کی اسمبلیوں میں ایسے ممبروں کی اکثریت ہے۔ جو اردو کے دشمن ہیں۔ اور اردو زبان کو زندہ رکھنے کے حق میں نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان صوبجات کی گورنمنٹیں بھی اردو کو ختم کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں پنڈت نہرو نے بھی یو۔پی گورنمنٹ کے ان خیالات کے زیر اثر اعلان کیا۔ کہ یو۔پی کی سرکاری زبان اردو نہ ہوگی۔ سرکاری طور پر صرف ہندی کو ہی صوبہ کی زبان قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کی قومی زبان ہندی قرار دی گئی ہے۔ اور یقیناً جو شخص ہندی کی مخالفت کرے اُسے محب الوطن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور کوئی شخص چاہے ہندو ہو مسلمان یا سکھ اس کا قومی فرض ہے کہ وہ ہندی کی ترقی و اقبال کے لئے دعا کرے۔ مگر جس صورت میں کہ بنگال میں بنگالی۔ پنجاب میں پنجابی گجرات میں گجراتی اڑیسہ میں اڑیا اور مدراس میں جنوبی ہند کی زبانیں بطور علاقائی زبان کے زندہ رکھی جاری ہیں کیا وجہ ہے کہ یو پی۔ دہلی اور مشرقی پنجاب میں اردو کو بھی دوسری مقامی زبانوں کے ساتھ زندہ رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور ان صوبجات میں اسے موت کی گود میں سلایا جائے اور کیوں اردو کو ایک غیر ملکی زبان قرار دیا جارہا ہے۔ جس صورت میں کہ اردو ہندوستان میں پیدا ہوئی۔ ہندوستان میں اس کو عروج نصیب ہوا شمالی ہندوستان کے لوگ اس کو بولتے ہیں اور یہ ہندوستان کے لئے مایۂ ناز ہے۔

ضرورت ہے کہ مرکزی گورنمنٹ قوت ارادی کا ثبوت دیتے ہوئے یو۔پی۔ دہلی اور مشرقی پنجاب کے صوبجات کی گورنمنٹوں کو اردو دشمنی سے باز رہنے کی تاکید کرے۔ اور اردو کو اُن صوبجات میں بطور ایک علاقائی زبان کے زندہ رکھا جائے ہم چاہتے ہیں کہ پنڈت نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر رفیع احمد صاحب قدوائی اس مسئلہ پر ہمدردی کے جذبات کے ساتھ توجہ دیں۔ اور اردو کو زندہ رکھنے کے لئے مؤثر اقدام اٹھانے چاہئیں۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۷ رجون ۱۹۵۲ء)

ایک شہادت حقّہ کا اظہار

اخبار بدر ۲۱ رجولائی ۱۹۵۲ء میں مکرم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سلمہ اللہ تعالیٰ کا ایک بیان شائع ہوا ہے جو محترم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کے لئے دعائے صحت کے جلسہ دعا میں پڑھا گیا۔ اس بیان میں میرا ذکر ایک واقعہ کے سلسلہ میں آیا ہے۔ میں نے پسند کیا کہ اپنی شہادت سے اس کی توثیق کر دوں تاکہ شہادت حقہ کی جو امانت میرے پاس تھی ادا ہو جائے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا وہ لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً صحیح ہے اور میں اس کا عینی شاہد ہوں۔

اس ضمن میں بعض باتیں بیان کرنا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب سے قریبی تعلقات ۱۸۹۶ء میں ہوئے۔ جبکہ ہم جوان تھے۔ اور اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں یہ کہنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ

یہ رشتہ اخوت ہر نئے دن مضبوط ہوتا گیا

حضرت بھائی عبدالرحمٰن پنجاب کے ایک مشہور برہمن خاندان کے رکن ہیں۔ جو کسی زمانہ میں ضلع گورداسپور کے ایک حصہ پر حکمران تھے۔ اور ان کے بزرگوں کا آباد کیا ہوا قصبہ کنجرود دتاں اب تک مشہور ہے۔ اس قصبہ نے ممتاز اور نامور فرزند پیدا کئے اُنہیں میں ایک حضرت بھائی جی ہیں۔ میرے پرانے دوست پنڈت رام بھیج دت (جو آریہ سماج کے ایک ممتاز لیڈر تھے) ہمیشہ جب میں ان سے ملتا تو حضرت بھائی جی کو کنجرود کا دل اور جگر کہا کرتے تھے کہ تم نے ہمارا جگر اور دل لے لیا ہے اور پنڈت رام بھیج دت نے بارہا مجھ سے یہ بھی کہا کہ ہمارے بزرگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ کی خدمات کی تھیں اس کی کیا حقیقت تاریخی ہے۔ مجھے بحث نہیں مگر میں انہیں جواب دیتا کہ اگر کوئی خدمات کی تھیں تو آپ کی نسل میں جو اسلامی جذبہ اس خدمت سے پیدا ہوا جو حضرت بھائی عبدالرحمٰن کے جسم میں نمودار ہوا۔

اس سلسلہ میں عجیب و غریب تذکرہ ہوتا تھا۔ جس میں متانت اور تہذیب کے ساتھ مزاح بھی ہوتا۔ ایسا کہ میں کہہ دیتا آپ کیوں اس خدمت کا اجر لینے کو آگے نہیں بڑھتے اور

عبدالرحمٰن تو بازی لے گیا

غرض بھائی عبدالرحمٰن صاحب کو میں نے ۱۸۹۶ء سے قریب سے دیکھا اور اس پر نصف صدی سے اوپر کا زمانہ گذرتا ہے۔ میں اس وقت ان کی سیرۃ نہیں لکھ رہا مگر یہ کہتا ہوں کہ ان کی سیرۃ اسوۂ صحابہ میں ایک قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اور فطرۃً غیور اور حیا مجسم پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خاندان کے ساتھ ان کی عقیدت اور محبت کا مقام بہت بلند ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلیہ آپ کی تصویر یا تحریروں کی بنا پر تو بیان کریں گے۔ مگر میں نے کبھی نہ دیکھا کہ وہ حضرت کے حضور آپ کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ آپ کی عظمت اور محبت کے جذبات سے لبریز دل لے کر وہ مجلس میں بیٹھتے۔ اور ان کے کان ہی آنکھ کا بھی کام کرتے۔ یہ عادت اس قدر راسخ ہے۔ کہ وہ بزرگان جماعت یا بیگمات کے سامنے بھی آنکھ ملا کر بات نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی اور کلام میں احترام کے ساتھ محبت کے جذبات نمایاں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قلب سلیم اور فہیم دماغ عطا کیا ہے۔ اور قلم میں قوت اور جذب دیا ہے۔ سستی اور کاہلی کے وہ دشمن ہیں حضرت اقدس کے آخری سفر میں وہ الحکم کے نمائندے تھے۔ اور اُنہوں نے اس فرض کو نہایت عمدگی سے ادا کیا۔ جن ایام کا ذکر حضرت بھائی جی نے کیا ہے ان ایام میں ڈاک کے وقت چند خادم موجود ہوتے۔ حضرت امیرالمومنین اہم خطوط جو تاریخ خلافت کا ایک اہم ورق ہوتے مجھے دے دیتے تھے۔ وہ خطوط میرے دفتر میں لکڑی کے ایک چھوٹے سے بکس میں محفوظ تھے۔ اور اس کے ساتھ حضرت بھائی عبدالرحمٰن کی ڈائریاں بھی تھیں جو ملکانہ مشن کے ایام میں وہ بھیجتے تھے۔ اگرچہ وہ مسلسل نہیں مگر اکثر تھیں۔ جس بھائی کے پاس یہ مواد ہو وہ اسے سلسلہ کی امانت سمجھ کر واپس کر دے۔

ختم کرتے ہوئے میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے التزاماً دعا کریں کہ یہ لوگ [illegible] سعادت کے خوشگوار ثمرات ہیں۔

خاکسار عرفانی الاسدی

خطبہ الہامیہ کے متعلق ایک ضروری مضمون

قادیان مورخہ ۳۱ رجولائی بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کا مضمون عید قربان ۱۹۰۰ء اور خطبہ الہامیہ کے متعلق تفصیلات پر مشتمل سنایا۔ درویش احباب نے شوق اور توجہ سے سن کر ایمانی لذت و سرور حاصل کیا۔

دعائے مغفرت

کنددہ پارٹے کی جماعت کے سابق پریذیڈنٹ شیخ رحمت اللہ صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے احمدی تھے۔ مورخہ ۸/۷/۵۲ کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ ان کے جنازہ میں دو چار احمدی شریک تھے نیز ان کی خواہش بھی تھی کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائیں اسلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ نوازش ان کی خواہش کے مطابق جنازہ پڑھا کر ممنون فرمائیں نیز تمام جماعت ہائے احمدیہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید محمد حسن احمدی [illegible]

خطبہ نکاح فرمودہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سکندرآباد دکن

بتاریخ ۱۹ر جولائی ۱۹۵۳ء

مکرم سید حسین صاحب احمدی کاربرداز استخوان سائی سکنہ خلف کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن کی صاحبزادی صغریٰ بیگم کا نکاح سید جہانگیر صاحب کے ساتھ عمل میں آیا - اس تقریب میں مولانا عرفانی الاسدی نے ایک مجمع کثیر میں جس میں غیر احمدی احباب بھی کافی تعداد میں شریک تھے - جو لطیف خطبہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ بغرض طباعت وافادہ عام سطور ذیل میں پیش ہے ۔

تقریب نکاح کی تمہید بیان کرنے کے بعد آیت (یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء - واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا) تلاوت فرما کر بیان فرمایا - اس میں مخاطب بالکل عام رکھا گیا ہے - مسلمان یا ایماندار کی کوئی تفریق وتخصیص نہیں کی بلکہ الناس کہا گیا ہے - یعنی اے لوگو خواہ تم کیسے ہی کیوں نہ ہو - تم اپنے پالنے والے اور تدریجی ادنیٰ حالت سے اعلیٰ تک پہنچانے والے رب سے ڈرو - کیونکہ وہ وہی ذات ہے - جس نے تمہیں نفس واحد سے پیدا کیا - اور اُسی جنس سے جوڑا پیدا کیا - اور پھر ان دونوں کے جوڑ سے مرد و عورت کثیر تعداد میں پھیلا دیئے اور ڈرو اللہ سے جس کے نام سے تم رشتوں کا سوال کرتے ہو - اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کے فعل سے ڈر جاؤ - یہ مت سمجھو کہ کوئی تمہاری حرکتوں پر احتساب نہیں کرتا - بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال پر کڑی نگاہ رکھتا ہے - امر نکاح ایک معاشرتی نظام ہے - جو مادیت سے تعلق رکھتا ہے - لیکن اسلام کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ مادی امور کو بھی روحانی رنگ دیدیتا ہے - یہی دیکھو کہ لڑکا لڑکی جوان ہوتے ہیں - ان کے جذبات ایک دوسرے سے ملاپ چاہتے ہیں - یہ ایک طبعی امر ہے - لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ربوبیت کے واسطہ سے یاد دلا کر کہ اس مرتبہ تک میں نے تمہیں پہنچایا ہے - یہ ہدایت کرتا ہے کہ یہ نیا تعلق ایکدوسرے پر ظلم وتعدی کا باعث نہ بنے اور ایک دوسرے پر فخر وبرتری جتانے کا موجب نہ ہو - یاد رکھو کہ تم دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی صنف کے ہو - یہ غلط ہے کہ آدم سے حوا نکل پڑیں - اس لئے حوا کمتر درجہ کی ہوئیں - بلکہ آدم کا ایک مستقل وجود تھا - اور حوا ایک مستقل وجود تھیں - ان دونوں کے تعلق سے آگے اولاد چلی - یہ یاد رہے کہ ابتداء سے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو جداگانہ پیدا کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آیندہ نسلوں کے لئے توالد وتناسل کا نظام قائم کر دیا - اس آیت کریمہ میں رشتہ داروں بالخصوص صہری رشتوں میں اختلافات کے خدشہ کے مدنظر یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ خبردار بدسلوکی نہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ یہ ایسا مقام ہے - جہاں مرد لغزش کھاتا ہے - اور اپنی طاقت وبرتری کے گھمنڈ میں لڑکی اور لڑکی والوں پر ظلم کر بیٹھتا ہے - اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ میں رقیب ہوں یعنی تم پر کڑی نگرانی رکھنے والا - اگر تم نافرمانی کرو گے تو اس کی گرفت بہت سخت ہے - کمزوروں اور مظلوموں کا خدا والی ہے ۔

دوسری آیت (یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون) کے متعلق فرمایا کہ پہلی مرتبہ کی نصیحت کے نتیجہ میں ہم بجا طور پر توقع کر سکتے ہیں کہ ان کے قلوب میں ایمان کا بیج پڑ گیا - اس لئے اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا کہ اے ایماندارو خدا سے ڈرو یہ جو تم رشتہ کر رہے ہو - اس میں دور بینی اور دور اندیشی کو مدنظر رکھو - تم پر حقوق کی ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں - تم اچھی طرح انہیں نبھاؤ - بیوی کے حقوق - اولاد کے حقوق - ان کی پرورش - ان کی تعلیم وتربیت - ان کی عزت وآبرو کا اہتمام سب تمہارے ذمہ ہوں گے - مرد عاقبت بین ہو - ان تعلقات کی بناء پر ایک وسیع کنبہ ہو گا - ان کی معاش ومعاد کا خیال رکھو - ایسا نہ ہو کہ محض جذبات کو تسکین دے لو - اور باقی ذمہ داریوں کو بھول جاؤ - بہت لوگ اس نصیحت کو یاد نہ رکھنے سے بہت دکھ اٹھاتے ہیں - عیش پرستی آرام طلبی کی وجہ سے نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں - اولاد کو اچھی خوراک، اچھا لباس اور اچھی تربیت نہ دی جائے تو یہ قتل اولاد کی تعریف میں داخل ہے - جسے سختی سے روکا گیا ہے - اس آیت میں پھر ایک بار تقویٰ کی ہدایت ہے - اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے جو تم کرتے ہو جانتا ہے - انسان بے اعتدالی اسی وقت کرتا ہے جبکہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے - اور کوئی دیکھتا نہیں ہے - چور چوری چھپ کر کرتا ہے - او بچہ اپنے باپ کے آگے کوئی بُرا کام نہیں کرے گا - کیونکہ وہ جانتا ہے کہ باپ سزا دے گا - لیکن جس شخص کے دل میں خدا کا خوف ہو گا - اور وہ اس بات پر ایمان رکھے گا کہ خدا تعالیٰ کی آنکھ میرے ہر عمل کو دیکھ رہی ہے تو وہ بُرے افعال سے بچ جاتا ہے - اور جب بھی وہ اس ایمان کے ساتھ کام کرے گا بھلا ہی بھلا ہو گا ۔

تیسری آیت (یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا - یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما) کے متعلق یہ تشریح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ اور ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ہمیشہ تم پختہ، سنجیدہ اور معقول بات کیا کرو - کوئی اینچ پینچ نہ ہو - سب سیدھی صاف صاف باتیں ہوں - اور وہ ایسی باتیں ہوں جن کے دو معنی نہ نکلتے ہوں - اس کا نتیجہ یہ ہو گا - کہ تمہارے اعمال میں اصلاح ہو گی - بالفاظ دیگر تم اعمال صالحہ بجا لاؤ گے - اعمال صالحہ کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے گناہ معاف ہوں گے - یا تم سے گناہوں کا صدور نہ ہو گا - اور بات دراصل یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا - یقیناً وہ بہت کامیاب اور کامران ہو گا - اس آیت کریمہ میں عجیب ترتیب سے موتیوں کی ایک لڑی پرو دی گئی ہے - پہلے فرمایا کہ تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو - اس کی ترکیب یہ تم زبان پر قابو رکھو - اس پر کنٹرول کرو - بے تکی مت ہانکا کرو - لغو بات سے بچو - بے شک زبان ہی ایک ایسا دروازہ ہے - کہ اگر اُسے بے لگام کر دیا گیا - تو اس جیسا ذلیل انسان دنیا میں کوئی نظر نہ آئے گا - جب اس دروازہ پر زبردست پہرہ لگایا گیا تو اس کا لازمی اثر یہ ہو گا - کہ وہ صادق القول - پابند عہد وبات کا دھنی مشہور ہو گا - اس کی ساکھ اور اعتبار لاجواب ہو گا - جب اُس کا قول فعل بننے لگے گا - تو اس میں اصلاح ہی اصلاح اور خوبی ہی خوبی ہو گی - اور جب یہ بات حاصل ہو تو گذشتہ گناہوں پر پردہ پڑ جائے گا - اور آئندہ گناہوں سے بچ جائے گا - پھر فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو - سوال ہو گا کہ اللہ کی اطاعت کیسے کی جائے - تو فرمایا کہ رسول کی اطاعت کرو - کہ وہ تمہارے آگے نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے - اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے لئے کامیابی ہی کامیابی ہے - اور یہ ایسی ویسی کامیابی نہیں ہے - بلکہ عظیم الشان کامیابی ہے - جب اللہ تعالیٰ کسی شئی کو کامیاب کہدے تو یہ بھی بڑی بات ہے - لیکن جب وہ ہستی جو اللہ اکبر کہلاتی ہے تو وہ کسی شئے کو عظیم کہدے - تو وہ کس قدر عظیم الشان ہو سکتی ہے - اس آیت کریمہ میں شادی بیاہ میں کئے جانے والے رسوم کا قلع قمع کیا گیا ہے - ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس سے بچتے رہیں ۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ ہم اُن کے افاضات سے مستفید ہوتے رہیں آمین -

سیٹھ عبدالقادر صدیقی سکرٹری دعوۃ وتبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

ماہوار رپورٹ سکرٹریان مال

نظارت ہذا میں سکرٹریان مال کی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ اکثر جماعتوں کی طرف سے باقاعدگی سے موصول نہیں ہو رہی - اور انسپکٹران بیت المال کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے - کہ متعدد جماعتوں کے عہدیدار اپنے فرائض کو پوری ذمہ واری سے ادا نہیں کر رہے - وصولی چندہ جات اور نظارت بیت المال سے دیگر متعلقہ کاموں میں زیادہ باقاعدگی پیدا کرنے اور مقامی عہدیداران کے کام پر نگاہ رکھنے کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے مطبوعہ ماہوار رپورٹ فارم جملہ جماعتوں کے نام ارسال کئے جا چکے ہیں - جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے سکرٹریان مال کو چاہیئے - کہ وہ ہر ماہ کی رپورٹ کارگذاری اس فارم پر آئندہ ماہ کی ۷ر تاریخ تک، باقاعدگی سے بھجواتے رہیں -

نیز باقاعدہ ادائیگی چندہ جات کے متعلق رپورٹ فارم میں مندرجہ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روشنی میں جماعتوں کے عہدیداران کا فرض ہے - کہ وہ وصولی چندہ جات میں پوری باقاعدگی اختیار کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں - اور جماعت کے ہر فرد کو ان ارشادات سے اطلاع دے کر سو فی صدی بجٹ لازمی چندہ جات پورا کرنے کی تحریک وجدوجہد فرما دیں - فقط -

ناظر بیت المال قادیان

موجودہ دور کے مسلمان اور اُن کے علماء
ایک مسلمان مصنف کی نظر میں

از جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

عربی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے کہ اَلحَقُّ مُرٌّ یعنی سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مصلح ربانی ظاہر ہوتا اور لوگوں کو اصلاح حال کی طرف توجہ دلاتا ہے تو وہ بے طرح بگڑتے اور جزبز ہوتے ہیں۔ حالانکہ طلوع آفتاب سے سیاہ و سفید، گورے کالے، خوبصورت اور بدصورت اور اُجلے اور میلے اُجاگر ہو جائیں۔ تو اس میں چشمۂ خورشید کا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ وہ کسی کو گورا یا کالا نہیں بناتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اُس کی نور ریز کرنیں تاریکی کے تمام پردے چاک کر ڈالتی ہیں جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب کا عیب ثواب سات پردے پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے

اسی طرح جب کسی نبی یا رسول کا ظہور ہوتا ہے تو اچانک لوگوں کی فطرت کا خمیر اُٹھ آتا اور اُن کی بھلائی برائی آشکار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ محمد عربی صلعم نے ابوبکر کو ابوبکر اور ابوجہل کو ابوجہل نہیں بنایا بلکہ ان کے ذاتی کردار کا کرشمہ ہے کہ ایک ابوبکر اور دوسرا ابوجہل بنا۔ مگر چونکہ روحانی طور پر بے پناہ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے دونوں میں پہلے امتیاز نہ ہو سکا۔ لیکن جب بدبختی اور آفتاب نبوت کا طلوع ہوا۔ تو آن کی آن میں صدیق اکبر کے جوہر منصۂ شہود پر آ گئے۔ اور ابوجہل کی عقل و دانش کا بھرم کھُل گیا۔

اس زمانہ میں بھی جب حضرت مسیح موعود ظاہر ہوئے تو دنیا والے خود بخود دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور اس طرح سر برتن میں جو کچھ تھا باہر ٹپک پڑا۔ اور جب توجہ دلائی گئی تو بجائے اس کے کہ غیر از جماعت مسلمان ٹھنڈے دل کے ساتھ اپنے ماضی، حال اور مستقبل کا جائزہ لیتے اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے۔ ایسے ناراض ہوئے کہ آج تک سیدھے منہ بات نہیں کرتے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کاری ضد کی وجہ سے حال مستی کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔

بایں ہمہ یہ ضروری ہے کہ دور حاضر کے مسلمان اپنی دگرگوں حالت کا احساس کریں شاید کہ تلافیٔ مافات کی صورت پیدا ہو تھے۔ لہذا ایک مشہور ادیب اور مصنف جناب غلام جیلانی برق ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کی کتاب "دو قرآن" میں سے وہ عبارتیں درج کی جاتی ہیں۔ جن میں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں اور ان کے علماء کی ناگفتہ بہ حالت کا ماتم کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس اقبالِ جرم کے بعد اصلاح کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے

دیدہ باید۔

(۱)

مطالعہ فطرت کی اہمیت کے زیر عنوان

قُل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدأ الخلق (عنکبوت، ۲۰) کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"جس طرح قول خدا (قرآن) کا مطالعہ ضروری ہے اسی طرح عمل خدا (کائنات) کا مطالعہ بھی از بس لازمی ہے۔ جس طرح قرآن سے اعراض باعث ہلاکت ہے، کسی طرح صحیفہ کائنات سے اعراض بھی عذاب الٰہی کا باعث بنتا ہے ایک مقام پر صحیفۂ کائنات کے مطالعے سے اعراض کی سزا قومی موت تجویز کی گئی ہے۔"

"مطالعۂ کائنات کی اہمیت کا اندازہ صرف اسی ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ قرآن میں وضو، نماز، صوم و زکوٰۃ، حج، طلاق، قرض وغیرہ پر ڈیڑھ سو آیات ہیں اور مطالعۂ کائنات کے متعلق سات سو چھپن۔ قرآن حکیم ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے آخری پیام الٰہی ہے۔ اگر آج یہ کتاب ہمیں معادن ارضیہ، دفائن جبال اور خزائن بحار سے مستفید ہونے کا درس نہیں دیتی اور ترقی یافتہ اقوام کا ہمدوش نہیں بناتی۔ تو یہ کتاب (خاکم بدہن) صراحتاً ناقص و نامکمل ہے۔ اور اس کا دعویٰ الیوم اکملت لکم دینکم (نعوذ باللہ) بے کار ہے۔ آج اہل مغرب لوہے، تانبے، پارہ اور دیگر خزائن ارضی سے فائدہ اٹھا کر فلک علم و ہنر پر آفتاب بنے ہوئے ہیں، ہواؤں میں اُڑ رہے ہیں۔ دریاؤں پر تیر رہے ہیں زمین کے بعید ترین اطراف کی خبریں لمحوں میں سُن رہے ہیں۔ عمل تسخیر سے ریلیں دوڑا رہے ہیں آنے والے حوادث سماویہ (بادو باراں) کی خبریں دے رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ صحیفۂ کائنات کے مطالعہ کرنے کے بعد اس کے قوانین و آیات کو اپنی بہتری کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارا مذہبی رہنما یعنی مُلّا اعمال خدا سے اس قدر جاہل نفث، الٰہی سے اس قدر دور اور مطالعۂ کائنات سے اس قدر بیگانہ ہے کہ اُسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہوا میں چراغ کیوں بجھ جاتا ہے۔ اور کیوں بھڑک اٹھتی ہے؟ دل کیوں دھڑکتا ہے؟ سانس کی آمد و رفت کیوں ہے؟ رب دیا، دل و دماغ، حواس و اعصاب اور عروق و عضلات میں اللہ کے کون کون سے معجزات موجود ہیں؟ رحم مادر میں بچے کی تخلیق کس طرح ہوتی ہے؟ مرور زمانہ کا کرۂ ارض پر عمل کیا اور کیوں ہے؟ الغرض ملائے اسلام، اعمال الٰہی سے یکسر غافل معجزات تخلیق سے قطعاً ناآشنا، فطرت کے ایمان افروز کارناموں سے بالکل بیگانہ ہے اور پھر بھی علم کا مدعی ہے۔" ص ۱۱/۱۲

(۲)

قرآن حکیم میں مسلمانوں کو سات سو چھپن دفعہ مناظر قدرت و قوانین فطرت پر غور کرنے کی ہدایت کی گئی ہے علامہ ابن رشد، فارابی، بوعلی سینا اور فخر الدین رازی نے بھی ہمیں اس طرف متوجہ کیا۔ لیکن ایران کے صوفیوں اور ہندوستان کے نیم خواندہ مولویوں نے مسلمان کو مسلمان نہ رہنے دیا۔ نتیجہ یہ کہ آج دوسری اقوام برق و باد پر سوار ہو کر منازل حیات طے کر رہی ہیں۔ اور ہم صحرائے حیات میں طوفان ریگ کے تھپیڑے کھا رہے ہیں۔" ص ۲۱

(۳)

"علم الآفاق سے غفلت و جہالت نے مسلم کو ذلیل کر ڈالا۔ اس کا توازن مل جاتا رہا۔ اس کی سلطنتیں اجڑ گئیں۔ سرحدیں غیر محفوظ ہو گئیں اور اس کی تمام حفاظتی تدابیر خام ثابت ہوئیں۔ اگر آج ہم اپنی خامیوں کو متعین کرنے اور اُن کا علاج سوچنے کے لئے کوئی کمیشن مقرر کریں۔ تو ہماری کوششیں رائیگاں جائیں گی اس لئے کہ اقتصادیات، سیاسیات و دیگر اصناف علم و تمدن کے ماہرین ہمارے ہاں موجود نہیں ۔۔۔۔ اگر آج کسی بین الاقوامی مجلس کے سامنے تحدید اسلحہ، اقتصادیات توازن قوت و تقسیم دولت پر شہادت دینے کی ضرورت پڑے تو کیا اسلامی دنیا کے ستر کروڑ افراد میں سے کوئی ایک عالم بھی ایسا نکلے گا جس کی شہادت کو کچھ بھی اہمیت حاصل ہو۔۔۔ ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم تمام شعبہ ہائے علم و تمدن میں وہ مہارت پیدا کریں کہ ہر مسئلے پر ہماری رائے آخری ثابت ہو۔ لیکن افسوس کہ جہالت کی وجہ سے ہماری رائے کو لغو اور شہادت کو مردود قرار دیا۔ ص ۲۱/۲۲ ۔

(۴)

"دنیا میں بعض اقوام موٹروں اور ریلگاڑیوں پر سوار ہو کر جادۂ حیات طے کر رہے ہیں۔ اور ہم یا تو شکستہ ہو کر ٹھنڈے سایوں میں محو استراحت ہیں اور یا آہستہ خرام اونٹوں پر جھومتے جھامتے جا رہے ہیں۔ ہمارے سست رو کارواں کا یہ مراحل پیچھے رہ جانا حتمی اور یقینی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے لئے بہترین سواریوں کا انتخاب کرتے ہیں ۔۔۔ مسلمان دنیا کے ہر کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جنہیں باوجود اختلاف رنگ و نسب چند چیزوں نے متحد ہو کر رکھا ہے۔ واحد خدا۔ واحد رسولؐ۔ واحد کتاب۔ واحد عربی زبان۔ (صلوات و عبادات میں) اور واحد قبلہ۔ ہمارے علماء و اغنیاء کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ ہر سال کعبہ میں جمع ہو کر قومی فلاح کی سبیل سوچیں اور استحکام ملت کے ذرائع پر غور کریں ۔۔۔۔ لیکن آج کعبہ میں کوئی ایسی درسگاہ موجود نہیں۔ جو اللہ کے بے پناہ اور ہیبت انگیز علم (اوزان و مقادیر) کی طرف راہ نمائی کرے غور فرمائیے کہ سمندر کی تاریک گہرائیوں میں مچھلی کے انڈے سے مچھلی ہی پیدا ہو رہی ہے۔ کوہ قاف کے سیاہ غار میں ایک مچھر کا بچہ مچھر بن رہا ہے۔ بطون حیوانات میں قطرات منویہ مناسب موزوں اور صحیح اشکال اختیار کر رہے ہیں۔ اور جوف صدف میں قطرۂ آب گوہر بن رہا ہے نہ کہ کوئلہ۔ اللہ اکبر! اس عالم الغیب کی جہاں گرا اور ہمہ بین نگاہ سے کوئی چھوٹی سی چھوٹی مخلوق کبھی بچی ہوئی نہیں۔ ہر مقام، ہر محل، اور ہر جگہ نہایت صحت و استحکام سے کام ہو رہا ہے کائنات کی یہ کارگاہ جلیل نہایت نظم و نسق سے چل رہی ہے۔ میزان و اعتدال سے چل رہی ہے کہیں کوئی غلطی نہیں۔ سقم نہیں۔ بدنظمی نہیں۔ برہمی نہیں۔ تفاوت نہیں، فتور نہیں ۔۔۔۔ کیا اللہ کے اس ہیبت انگیز علم کا اندازہ لگانے کے لئے کعبے میں کوئی درسگاہ موجود ہے؟ ۔۔۔۔ آج حج محض ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔ وہاں انسانوں کی ایک بھیڑ جمع ہو جاتی ہے۔ جو چند حرکات طبعی و کرہی سرانجام دینے کے بعد واپس آ جاتی ہے۔ کوئی نیا تخیل اور کوئی میادی حیات سیکھ کر نہیں آتی۔ کعبے کے یہ فرائض کسی حد تک آج آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیاں سرانجام دے رہی ہیں۔ جہاں دنیا کے ہر گوشے سے طلبۂ علم صحیفۂ کائنات کا درس لینے آتے ہیں۔" ص ۲۳/۲۴

(۵)

"ہمارا یہ مذہبی و جغرافیائی فرض تھا کہ ہم دنیا کو علم و عرفان کی روشنیوں سے جگمگاتے اور

اقوام عالم کی نگاہوں کی تجلیات معارف سے بہرہ کرتے۔ لیکن وائے بر ما کہ جہالت سے اپنا گھر اتنا تاریک ہو رہا ہے۔ سینوں میں دل اندھے ہو چکے ہیں۔ آنکھیں دیکھنے اور کان سننے سے جواب دے بیٹھے ہیں سزا ہے! اس قوم کا کیا حشر ہوگا؟" صفحہ ۲۵

"تمام نعمتیں مسلمانوں کے لئے تھیں اور مسلمانوں کے واسطے سے باقی عالم انسانیت کے لئے، لیکن آج سورج، بجلی، روشنی اور ایٹر کو فرنگ نے مسخر کر رکھا ہے۔ سمندروں کی ہیبت سطح پر اُن ہی کی حکومت ہے۔ یا قات انبار کے مالک وہی ہیں۔ آبشاروں اور لہروں سے وہی لوگ بجلی نکال کر دنیا کو روشنی و طاقت دے رہے ہیں۔ اور ہم بجلی کے لیمپ کو دیکھ کر صرف حیران ہوتے رہتے ہیں یہ کیوں؟ اس لئے کہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین اور اپنے اوپر ظلم توڑنے والوں کو کبھی سیدھی راہ پر نہیں ڈالتا۔ . . . . . مقام حیرت ہے کہ ہم اپنے بستر کی ماہیت تک سے ناواقف ہیں۔ ہمیں یہ قطعاً معلوم نہیں کہ یہ زمین کن عناصر سے تیار ہوئی؟ کب بنی؟ کس سہارے پر قائم ہے؟ اس کے بطن میں کیا ہے؟ اور یہ اس پر پانی کہاں سے آگیا؟ ہمارا یہ "ہمہ دان مُلّا" کہتا ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی قدرت سے ہے۔ لیکن کیا اس قدرت کا علم حاصل کرنا ہمارے فرائض میں شامل نہیں؟" صفحہ ۲۷

(۶)

"جب ابراہیمؑ . . . . ابتلاؤں میں پورے اُترے اور صاحب تحقیق و نظر ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا تو اللہ نے آپ کو امامت و سلطنت کی یوں بشارت دی . . جاعلک للناس اماما۔ کہ اے ابراہیم! میں تمہیں دنیائے انسانی کا امام بنانے والا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا کہ میری اولاد کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو کہا: لاینال عھدی الظلمین کہ تیری اولاد میں سے ظالم لوگ صاحبیت و امامت کھو بیٹھیں گے۔ جہالت سب سے بڑا ظلم ہے۔ آج اولاد ابراہیم اس لئے ذلیل دیکھا ہے کہ کلام خدا (قرآن) اور عمل خدا (کائنات) ہر دو سے جاہل ہے اُسے یہ معلوم ہی نہیں کہ پہاڑوں کے سنگریزوں اور زمینوں کے دیگر خزانوں کو استعمال کئے بغیر کوئی قوم چند گھنٹوں کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتی" صفحہ ۲۸

"قرآن کلیم کم فرض ہے یہ مُلّا کی مکاری ہے کہ وہ پانچ آسان آسان احکام کی محض ظاہری صورت کو تو فرض سمجھتا ہے۔ اور باقی تمام قرآن کے احکام پر عمل کرنے کو یا تو مستحب قرار دیتا ہے اور یا چھپایا جاتا ہے . . . . کیا قرآن میں صرف سو چھپن آیات مطالعہ کائنات کے متعلق موجود نہیں؟ تو پھر تمہارے وعظوں اور خطبوں میں ان آیات کا کیوں ذکر نہیں آتا؟ تمہارا ہر وعظ صلوٰۃ و دریش تک کیوں محدود ہوتا ہے؟ تم کیوں وسائل قدرت سے بحث نہیں کرتے؟ تم فرمات اخلاقی پر زور دے کر حبل اللہ کے پُرزے کیوں اُڑاتے ہو؟ تمہارے دل، دماغ اور سمع و بصر پر کیوں پردے پڑے ہوئے ہیں؟" صفحہ ۲۳/۲۴

"امپیریل کالج آف سائنس (لندن) کے ایک پروفیسر مسٹر ولیم ایک دفعہ انسانی کان کی ساخت پر غور کر رہے تھے۔ الٰہی صناعی کے حیرت انگیز کمالات سے مرعوب ہو کر چلا اُٹھے "He who planted ears he not hear" یعنی جس اللہ نے کان ایجاد کئے ہیں۔ کیا وہ خود صفت سماع سے محروم ہے؟ سبحان اللہ! پروفیسر ولیم کو اپنے علم و مطالعہ کی بدولت اللہ کی صفت سمع پر وہ روح افزا ایمان حاصل ہے جس کا خیال تک ہمارے کافر گر مولویوں کو نہیں آسکتا" صفحہ ۲۹

(۷)

"آج مسلمانوں میں وہ علماء موجود نہیں جو ایک مکھی تک کا مقصد تخلیق بتا سکیں اور جن کا علم، غور و فکر، تجربہ و مشاہدہ اور تجزیہ و تشریح کا نتیجہ ہو۔ مامون الرشید عباسی خلیفہ اسلام کے منشار سے آگاہ تھا۔ اس کے عہد میں ۲۷ رصدگاہیں اجسام سماوی کے معائنہ کے لئے نصب تھیں۔ حیوانات، طیور، جمادات اور نباتات پر ۸۶ ہزار کتب تصنیف ہو چکی تھیں۔ وہ گھڑیاں بنا رہا تھا۔ انجن چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ زمین کو ناپ رہا تھا اور زمین و آفتاب کا درمیانی فاصلہ معلوم کر رہا تھا۔ لیکن آج ایسے مسلمان موجود نہیں۔ خالی کلمہ گوؤں کا ہجوم ہے۔ پیر پرستوں کی بھیڑ ہے۔ وردو وظیفہ خوانوں کا اژدحام ہے نشۂ شفاعت میں چُور اور خمار توکل سے مخمور قوم کا ایک میلہ سا لگا ہوا ہے۔ جس میں ہمارے مُلّا صاحب وضعی احادیث سنا سنا کر میٹھی اور زیادہ سُلا رہے ہیں مہ

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا مسلم اگر
پھر سلا دیتی ہے اسکو مولوی کی ساحری"

صفحہ ۵۸/۵۹ (باقی)

بقیہ صفحہ نمبر ۱

کے دائیں اور بائیں میز کے غربی جانب تھیں دائیں طرف والی کرسی پر پادری مارٹن کلارک صاحب تھے۔ اور بائیں والی کرسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کی گئی۔ سب سے قبل عبدالحمید کی گواہی ہوئی۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب کو بلایا گیا۔ مولوی صاحب جب اندر گئے تو حضرت اقدس کو کرسی پر تشریف رکھے ہوئے دیکھ کر پھٹک گئے۔ اور صاحب مجسٹریٹ سے کرسی کی درخواست کی۔ پہلی دفعہ صاحب بہادر نے کوئی جواب نہ دیا تو مولوی صاحب نے پھر اصرار کیا جس پر سخت ذلت نصیب ہوئی۔ اور جواب ملا کہ "بک بک مت کر سیدھا کھڑا ہو جا"

اسکے بعد مولوی صاحب نے جو گواہی دینی تھی دی اور باہر نکلے۔ باہر کمرہ عدالت کے شمالی برآمدہ کی غربی ڈاٹ کے نیچے ایک مسلمان بھائی "محمد بخش" صاحب کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ مولوی صاحب جھٹ اس پر بیٹھ گئے۔ محمد بخش صاحب نے جب دیکھا تو چادر کھینچ لی اور کہا کہ "جا مولوی میری چادر کیوں پلید کرتا ہے تو تو مسلمان کے خلاف جھوٹی گواہی پادریوں کے حق میں دے کر آیا ہے"۔ جب یہاں بھی ذلت نصیب ہوئی تو پولیس کے کیمپوں کے قریب کسی اردلی کی کرسی رکھی تھی۔ مولوی صاحب اپنی خفت مٹانے کے لئے اس پر براجمان ہوگئے۔ چنانچہ جب اردلی نے دیکھا کہ مولوی صاحب افسر سے کرسی کی وجہ سے جھاڑ کھا کر اس کی کرسی پر بیٹھ گئے ہیں تو اس نے بھی اُٹھا دیا۔ اور مولوی صاحب نے حضور کے الہام "انی مھین من اراد اھانتک" کے متعدد نظارے ایک قلیل وقت میں دیکھ لئے۔ حضرت اقدس اس روز کمرہ عدالت کے اندر قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے حضور اقدس کی طرف سے وکیل مولوی فضل دین صاحب لاہور والے تھے۔ پھر مقدمہ دوسرے روز پر ملتوی ہوگیا۔ اور پولیس کے ذریعہ سے عبدالحمید گواہ کو صحیح گواہی دینے کو کہا گیا۔ چنانچہ عبدالحمید نے دوسرے روز اپنی گواہی دی اور حضرت اقدس کی معصومیت اور اپنے اور پادری مارٹن کے جھوٹا ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ یہ واقعہ اگست ۱۸۹۷ء کا ہے۔ دوسرے روز کی تاریخ پر حضرت اقدس کو بریت کی اطلاع دی گئی۔

درویشوں نے ان مقامات کو پوری توجہ۔ محبت اور شوق سے دیکھا اور متعلقہ حالات کو سنا اس نیت و غرض سے کہ آئندہ نسل کے لئے وائٹ کرنے اور صحیح حالات و متعلقات سنانے و دکھانے کے قابل ہو سکیں۔ جانیوالے احباب کے اسماء گرامی یہ ہیں

۱۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ
۲۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔
۳۔ حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب
۴۔ مرزا برکت علی صاحب آف آبادان
۵۔ دفعدار محمد عبداللہ صاحب
۶۔ شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی
۷۔ مولوی برکت علی صاحب گجراتی۔
۸۔ بدرالدین صاحب عامل
۹۔ یونس احمد صاحب اسلم
۱۰۔ سکندر رمضان صاحب
۱۱۔ بھائی عبدالرحیم صاحب (مالک دینت یا سوڈا واٹر فیکٹری)
۱۲۔ چوہدری محمد طفیل صاحب
۱۳۔ محمود احمد صاحب عارف
۱۴۔ مرزا عبداللطیف صاحب
۱۵۔ عبدالکریم صاحب۔ ۱۶۔ مولوی خورشید احمد صاحب
۱۷۔ مولوی فیروز دین صاحب
۱۸۔ غلام رسول صاحب چیمہ۔
۱۹۔ شریف احمد ڈوگر۔ ۲۰۔ بابا محمد دین صاحب
۲۱۔ عبدالرحمٰن صاحب کشمیری
۲۲۔ نبی احمد صاحب چیمہ۔
۲۳۔ مرزا احمد اسحاق صاحب
۲۴۔ مولوی عبدالحمید صاحب دیہاتی مبلغ
۲۵۔ شریف احمد صاحب گجراتی
۲۶۔ عزیز مرزا الطاف احمد
۲۷۔ سید محمد شریف صاحب
۲۸۔ بشیر احمد صاحب بہار۔
۲۹۔ عبدالوہاب صاحب بہاری
۳۰۔ ناصر احمد صاحب بہاری۔ ۳۱۔ سردار محمد صاحب جوبلی
۳۲۔ منظور احمد صاحب چیمہ۔ ۳۳۔ ابوبکر صاحب مالاباری
۳۴۔ محمود احمد صاحب مبشر۔ ۳۵۔ عمر علی صاحب بنگالی۔
۳۶۔ شاہ محمد صاحب گجراتی
۳۷۔ خدا بخش صاحب گجراتی
۳۸۔ نذیر احمد صاحب ٹیپار
۳۹۔ عزیز عبداللطیف ملکانہ
۴۰۔ نذیر احمد صاحب پونچھی
۴۱۔ افتخار احمد صاحب اشرف
۴۲۔ ابراہیم صاحب غالب
۴۳۔ ممتاز احمد صاحب ہاشمی
۴۴۔ مسعود احمد صاحب
۴۵۔ قاضی عبدالحمید صاحب
۴۶۔ محمد یوسف صاحب زیروی
۴۷۔ عطاء اللہ صاحب نمبردار
۴۸۔ خدا بخش صاحب سندھی
۴۹۔ محمد عارف صاحب
۵۰۔ بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں
۵۱۔ عزیز فضل احمد ابن بابا نور احمد صاحب باورچی
۵۲۔ خاکسار عبدالقدیر واقف زندگی راقم

فہرست وصولی چندہ مساجد فنڈ جنوری ۱۹۵۳ء تا اپریل ۱۹۵۳ء

نمبر شمار	نام	وصولی	نمبر شمار	نام	وصولی
	میزان سابقہ از مئی ۱۹۵۲ء تا دسمبر ۱۹۵۲ء ۱۳۹۹-۱۴-۹				
۱	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۰-۸-۰	۳۳	اے محمود صاحب	۱-۰-۰
۲	" " "	۲۰-۰-۰	۳۴	محمد احمد صاحب گجراتی قادیان	۱-۰-۰
۳	مکرمی رفیع احمد صاحب درویش قادیان	۰-۸-۰	۳۵	محصل صاحب تحریک جدید "	۱-۵-۰
۴	" عبدالکریم صاحب " "	۱۰-۰-۰	۳۶	" " " "	۱۵-۱۴-۹
۵	محترم مولا بخش صاحب والد عبدالکریم صاحب	۵-۰-۰	۳۷	جماعت احمدیہ بھرت پور	۲-۸-۰
۶	عائشہ بی بی صاحبہ " "	۵-۰-۰	۳۸	میر غلام احمد صاحب رسول پورہ	۵-۰-۰
۷	فاطمہ بی بی صاحبہ " "	۵-۰-۰	۳۹	عبدالرحمن صاحب بھدرواہ	۱۰-۰-۰
۸	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۷-۱۱-۰	۴۰	عطاء الرحمن صاحب موسیٰ بنی مائنز	۵-۰-۰
۹	" " "	۴-۴-۰	۴۱	مصائب خاں صاحب نرگاؤں	۷-۲-۰
۱۰	ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۱۰-۰-۰	۴۲	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۷-۷-۰
۱۱	جماعت احمدیہ آسنور	۱-۰-۰	۴۳	احمدی اینڈ کو ٹ بھاگلپور	۵۰-۰-۰
۱۲	عبدالمطلب صاحب مبلغ بھرت پور	۵-۰-۰	۴۴	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۱-۰-۰
۱۳	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۵-۱۲-۶	۴۵	جماعت احمدیہ سونگھڑہ	۵-۰-۰
۱۴	" " "	۳-۰-۰	۴۶	ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۲۰-۰-۰
۱۵	جماعت احمدیہ کلکتہ	۱۳-۱-۰	۴۷	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۲-۱-۶
۱۶	" " حیدرآباد	۴-۵-۰	۴۸	" " " "	۱-۰-۰
۱۷	" " سکندرآباد	۷-۲-۰	۴۹	مسٹر ایم کنی مو صاحب ٹیلی چری	۱-۱۱-۰
۱۸	" " "	۵-۲-۰	۵۰	جماعت احمدیہ کلکتہ	۱۸-۱۲-۰
۱۹	مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیان	۲-۰-۰	۵۱	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۰-۵-۰
۲۰	حافظ جمیل احمد صاحب "	۲-۳-۶	۵۲	جماعت احمدیہ حیدرآباد	۴-۵-۰
۲۱	عبدالمطلب صاحب مبلغ بھرت پور	۵-۰-۰	۵۳	ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۹-۰-۰
۲۲	میر قمرالدین صاحب اٹاوہ	۳-۰-۰	۵۴	مکرمی دلدار علی صاحب کشن گڑھ	۱۵-۰-۰
۲۳	جماعت احمدیہ پینگاڈی	۵-۰-۰	۵۵	جماعت احمدیہ کوڈالی	۱۰-۰-۰
۲۴	شیخ عبدالستار صاحب کوٹ پٹہ	۵-۰-۰	۵۶	مکرمی اسرار محمد صاحب راکٹ	۲۳-۱۳-۰
۲۵	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۶-۱۴-۰	۵۷	منشی محمد صادق صاحب شاہجہانپور	۵۰-۰-۰
۲۶	محمد سعید صاحب بھرت پور	۳-۸-۰	۵۸	جماعت احمدیہ حیدرآباد	۱۰-۴-۰
۲۷	خلیل الدین صاحب سمبل پور	۱-۰-۰	۵۹	" " دہلی	۱۸-۰-۰
۲۸	سید محمد محسن صاحب کیرنگ	۱-۰-۰	۶۰	" " بنگلور	۵۷-۰-۰
۲۹	جماعت احمدیہ سکندرآباد	۱۷-۴-۰	۶۱	" " سکندرآباد	۳-۸-۰
۳۰	محصل صاحب تحریک جدید قادیان	۲۷-۱۴-۹	۶۲	" " "	۱۴-۱۰-۰
۳۱	بابو تاج الدین صاحب سرینگر	۹-۸-۰	۶۳	" " "	۱۰۰۳-۸-۰
۳۲	جماعت احمدیہ بھرت پور	۱-۰-۰		میزان ۱۵۷۲-۱۲-۰	

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلانِ نکاح

۱- مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۳۱-۷-۵۳ کو قبل نماز جمعہ سید شہامت علی صاحب متعلم جامعۃ المبشرین قادیان کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ یہ نکاح محمودہ بیگم صاحبہ بنت محمد یعقوب صاحب کن حیدرآباد دکن کے ساتھ مبلغ پانچصد روپیہ حق مہر پر قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ۔ آمین (ایڈیٹر) (۲) شیخ رحمت اللہ صاحب کی لڑکی نصرت جہاں بیگم کا نکاح مورخہ ۱۵-۶-۵۳ کو سونگھڑہ کے عمر علی خاں مرحوم کے لڑکے مظہر احمد صاحب امیر پارلاکمنڈی مولوی سید محمد احمد صاحب نے ڈیڑھ سو ہزار حق مہر پر پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار سید محمد حسن الوی عفی اللہ عنہ

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (تحریک مساجد کے متعلق فرماتے ہیں)

"ہماری جماعت کی تعداد تھوڑی ہے۔ لیکن اسلام کی اشاعت کی ذمہ داری اس نے اپنے اوپر عائد کی ہوئی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت یا مبلغوں کے ذریعہ ہوگی۔ اور یا مساجد کے ذریعہ ہوگی"۔

"مسجد بھی ایک مبلغ ہے۔ جس طرح مبلغ ایک مبلغ ہے۔ پس ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ غیر ممالک میں مساجد کے قیام کی اہمیت کو سمجھے۔ اور اس کے لئے ہر ممکن جدوجہد اور قربانی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے"۔

"غرض زندہ قوموں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے افراد کے اندر اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو۔ ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنی ہے۔ اور جہاں ہم تبلیغ اسلام کریں گے۔ وہاں لازماً مساجد بھی بنانی پڑیں گی۔ اور اسلام کے نشانات بھی قائم کئے جائیں گے۔ اور یہ کام ہماری جماعت کے افراد نے ہی کرنا ہے۔ اس لئے سب کا فرض ہے کہ خواہ وہ امیر ہوں یا غریب اس کی ادائیگی کے لئے آپ کو ہر وقت تیار رکھیں"۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

تحریک درویش فنڈ اور جماعت کے مخیر احباب

پیشتر ازیں تحریک درویش فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوب اور اس پر حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اظہار پسندیدگی سے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو اطلاع بھجواتے ہوئے اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے مگر اب تک اس مد میں آمدہ وعدوں اور وصولی کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایک کثیر حصہ نے اس کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ لہٰذا مخلصین جماعت کی آگاہی اور توجہ کے لئے حضرت صاحبزادہ کے مکتوب کا ایک حصہ ذیل میں دوبارہ درج کیا جاتا ہے:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لا دیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہو۔ حقیقتاً ہم پر یہ درویشوں کا احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ یا خیرات کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم پاکستانی و ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ بہر حال آپ فوری طور پر ...... ہندوستانی احباب میں تحریک کریں۔ کہ وہ اس فنڈ میں حصہ لے کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا کے سامنے سرخرو ہوں۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خط کو پڑھ کر اس تحریک کو پسند فرمایا ہے"۔

مجھے امید ہے کہ جملہ ایسے صاحب توفیق احباب جنہوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ جلد از جلد اپنے ماہوار وعدے بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ جو دوست اپنے وعدے بھجوا چکے ہوں ان کو چاہیئے کہ باقاعدہ ماہ بماہ ایسے وعدے کی رقوم مرکز میں بھجواتے رہیں۔ نیز ایسے احباب کو بھی جو کسی وجہ سے امداد درویشان کی تحریک میں مستقل طور پر ماہوار وعدے کرنے سے معذور ہوں چاہیئے کہ حسب توفیق انہیں وقتی امداد کا وعدہ بھجوا کر یا یکمشت ادائیگی کر کے اس تحریک میں شامل ہو جائیں تا قربانی اور ثواب کے اس موقعہ سے محروم نہ رہیں۔ اگر جماعتوں کے عہدیدار اپنے اپنے حلقہ میں مالی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب کو ان کے فرض سے پوری طرح آگاہ کریں۔ تو خدا کے فضل سے سینکڑوں صاحب استطاعت دوست اس تحریک میں حصہ لے کر سلسلہ کی غیر معمولی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

سرکاری اطلاعات

از محکمہ تعلقات عامہ پنجاب

نکاسی مفاد (علیحدگی) سے متعلقہ قانون معدرہ ۱۹۵۱ء کے ماتحت عادی

باطلاع عامہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند نے پنجاب میں ایک ساری ریاست کے لئے مجاز افسر اور ۱۲ مجاز افسر مقرر کئے ہیں۔ جن کا کام یہ ہوگا۔ وہ ایسی اجتماعی جائیدادوں سے متعلقہ دعادی کا تصفیہ کریں جن میں نکاسی اور غیر نکاسی مفاد مملوط پائے جاتے ہیں۔ نکاسی مفاد (علیحدگی) سے متعلقہ قانون ۱۹۵۱ء کے نفاذ کا سب سے بڑا مقصد مندرجہ اقسام کے کیسوں میں غیر منقولہ جائیداد سے متعلق نکاسیوں اور غیر نکاسیوں کے مفاد کو علیحدہ علیحدہ کرنا تھا۔

(۱) جس میں کسی نکاسی کا مفاد ایسی جائیداد میں غیر منقسم حصہ پر مشتمل ہو جو اسے کسی دوسرے غیر نکاسی شخص کے حصہ دار کے طور پر حاصل ہو۔

(۲) جس میں کسی نکاسی کا مفاد کسی بھی صورت میں کسی غیر نکاسی شخص کے حق میں رہن کے تابع ہو۔

(۳) جس میں کسی غیر نکاسی شخص کا مفاد کسی بھی صورت میں نکاسی شخص کے حق میں رہن کے تابع ہو۔

یہ خاص طور پر واضح رہے کہ کسی ایسی جائیداد میں جو غیر منقولہ نہ ہو نکاسیوں اور غیر نکاسیوں کے مفاد کو علیحدہ علیحدہ کرنا فی الحال مجاز افسروں کا کام نہیں ہوگا۔ سوائے ایسے اداروں کی صورت میں جس میں پارٹنرشپ ہو۔

وہ اشخاص جن کے مفاد ایک ہی جائیداد میں کسی نکاسی کے ساتھ مشترکہ ہوں۔ اور وہ جائیداد کسٹوڈین کے قبضہ میں آگئی ہو۔ یا اس سے کسٹوڈین کا کوئی مفاد وابستہ ہوگیا ہو۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے ضلع کے مجاز افسر سے ان کی ضروری امداد حاصل کریں۔

شملہ مورخہ ۲۶ رجولائی ۱۹۵۲ء

نمبر: پی۔ آر = ۱۵۲۹۸/۵۲۔

یوم آزادی کی تقاریب

حکومت پنجاب نے ۱۵ راگست ۱۹۵۲ء کو یوم آزادی منانے کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل پروگرام پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے:۔

۱۔ چیف منسٹر پنجاب ۹½ بجے قبل دوپہر شملہ میں برج پر جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کریں گے۔

۲۔ چیف منسٹر پولیس اور این۔ سی۔ سی کی طرف سے گارڈ آف آنرز کا معائنہ کریں گے جالندھر میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں جھنڈا لہرانے کی رسم کمشنر، انبالہ اینڈ جالندھر ڈویژنز، جالندھر اور دوسرے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں یہ رسم متعلقہ ڈپٹی کمشنر ادا کریں گے۔

تمام سرکاری عمارات پر قومی جھنڈے لہرائے جائیں گے۔ اور یوم آزادی پر عوام کو اپنے مکانوں کی چھتوں پر قومی جھنڈے لہرانے کی کوئی ممانعت نہ ہوگی۔

کوئی فوجی پریڈ نہیں ہوں گی

شملہ ۲۸ رجولائی ۱۹۵۲ء۔

نمبر: پی۔ آر = ۱۵۴۲۶/۵۲

—— (۲) ——

اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر رجسٹرار ایسٹ پنجاب یونیورسٹی سولن یا سکرٹری، بورڈ آف ہائر سیکنڈری ایجوکیشن دہلی سٹیٹ (جیسی بھی صورت ہو) سے درخواست کریں جو طلباء کے وظیفے کے لئے اہلیت کے بارے میں اطمینان کر چکنے کے بعد اپنی سفارشات جالندھر میں کمشنر انبالہ اینڈ جالندھر ڈویژنز کو بھیجیں گے۔

شملہ ۲۸ رجولائی ۱۹۵۲ء

نمبر: پی۔ آر = ۱۵۴۱۹/۵۲

پنجاب میں کواپریٹو تحریک

مئی ۱۹۵۲ء کے دوران میں پنجاب میں ۱۴۴ نئی کواپریٹو سوسائٹیاں رجسٹرڈ کی گئیں۔ جن کے ممبروں کی تعداد ۴۴۴۴ تھی۔ اس سے ان کواپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد جو ریاست میں کام کر رہی ہیں ۱۵۶۰۴ تک پہنچ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ۲۹۶۳ نئے ممبر موجودہ سوسائٹیوں میں شامل ہیں۔

مرکزی سوسائٹیوں نے اپنی ممبر سوسائٹیوں کو ۹۹۹۶۰۷ روپیہ کے ۸۰۸ قرضے دیئے۔ ماہ مذکور کے دوران ۹۶۹۲۷۱ روپے کی وصولیاں کی گئیں۔

خرید و فروخت سے متعلقہ سوسائٹیوں نے بالترتیب ۱۲۲۸۱۵ روپیہ اور ۲۴۹۲۰۰ روپیہ کی مالیت کے سٹاک خریدے اور فروخت کئے۔

ماہ مذکور کے دوران میں بہتر زندگی سے متعلقہ سوسائٹیوں نے جو کام کیا اس میں کھاد کے ۱۶۰۳ گڑھوں کی از سر نو مرمت ۲۰۰۲۰ ایکڑ اراضی میں سے پوہلی کی بیخ کنی اور ۵۰۴۱ گز لمبی دیہاتی سڑکوں کی سطح کو ہموار کرنا شامل تھا۔

عرصہ مذکور کے دوران میں طبی امداد اور صحت عامہ سے متعلقہ سوسائٹیوں نے ۲۶۲۹ مریضوں کا علاج کیا۔ زچگی کے ۱۲۸ کیسوں کی دیکھ بھال کی اور ۷۸ اپریشن کئے۔

کثیر المقاصد سوسائٹیوں نے بالترتیب ۱۴۸۲۰۸ روپیہ اور ۱۶۲۱۵۴ روپیہ کی مالیت کے سٹاک خریدے اور فروخت کئے۔

ماہ مذکور کے دوران میں ۴۶ نئی لیبر اینڈ کنسٹرکشن سوسائٹیاں رجسٹرڈ کی گئیں اور ۱۵۰ نئے ممبر موجودہ سوسائٹیوں میں شامل ہوئے۔ حصار سرکل کی سوسائٹیوں کو ٹھیکہ کے عوض ۲۲۱۱۶۵ روپے موصول ہوئے۔ فیروزپور سرکل کی سوسائٹیوں کو لگ بھگ ۴۵۰۰۰ روپیہ کا کام الاٹ کیا گیا جس میں سے انہوں نے ۱۷۶۸۴ روپیہ کا کام ختم کر لیا ہے۔ ان سوسائٹیوں نے ۱۷۸۴۵۰ مکعب فٹ مٹی کا کام کیا۔

"زیادہ اناج اگاؤ" سکیموں کو فروغ دینے کے لئے ۴۸۰۷۳۰ روپیہ کے ۱۲۴۵ قرضے دیئے گئے۔ ۱۴۴ ایکڑ بنجر اراضی میں ہل چلایا گیا۔ اور ۲۸۹۴ من کھاد استعمال میں لائی گئی۔ ۴۵۷۹۰ ایکڑ زمین میں سے پوہلی کی بیخ کنی کی گئی۔ کھاد کے ۵۲۷۹ گڑھے کھودے گئے اور مرمت کئے گئے

کپاس۔ چاول۔ سبزیات۔ اور چارہ کی فصلیں بالترتیب ۶۲۰۔ ایکڑ ۹۰۔ ایکڑ ۶۸۔ ایکڑ اور ۳۸۴ ایکڑ زمین میں بوئی گئیں۔

بہتر کھیتی باڑی اور کواپریٹو کھیتی باڑی سے متعلقہ سوسائٹیوں نے ۳۔۸۱ من گندم پیدا کی۔ ۳۱۶ ایکڑ زمین میں ہل چلایا۔ ۷۹۰ ایکڑ اراضی کی آبپاشی کی۔ ۶۰ ایکڑ اراضی میں سے پوہلی کی بیخ کنی کی۔ انہوں نے ۷۸۴۔ ایکڑ اراضی میں کپاس اور ۳۵ ایکڑ اراضی میں چارہ کی فصل بھی بوئی۔ ان سوسائٹیوں نے بالترتیب ۱۵۷۹۴ روپیہ اور ۲۷۴۱۲ روپیہ کی مالیت کے گیہوں اور نخود فروخت کئے۔

ماہ مذکور کے دوران میں ۷ مزید زنانہ سوسائٹیاں رجسٹرڈ کی گئیں۔

شملہ مورخہ ۲۶ رجولائی ۱۹۵۲ء

نمبر: پی۔ آر = ۱۵۲۱۱/۵۲

لاہور ۷ راگست۔ گذشتہ ہفتہ پاکستان کی شمال مغربی ریلوے کے افسران نے لینڈ کسٹم اور پنجاب پولیس کے نمائندوں سے ہند اور مغربی پاکستان کے درمیان براہ راست ریل کی آمد و رفت کھولنے کے لئے مذاکرات شروع کر دیئے

شمال مغربی ریلوے کے افسران نے کل واگھہ ریلوے اسٹیشن کا بھی معائنہ کیا اور اس بات کا جائزہ لیا کہ اگر واگھہ ریلوے کی آمد و رفت کھولی گئی تو واگہ اسٹیشن پر کیا کیا انتظامات کرنے ہوں گے۔ ریل کھولنے کے سوال پر غور کرنے کے لئے جلد ہی پاکستانی ریلوے اور پاکستان کی وزارت خزانہ، وزارت داخلہ، وزارت امور خارجہ اور دوسری وزارتوں کے افسران کے درمیان کراچی میں ایک کانفرنس ہوگی۔

کراچی ۲۰ راگست ہند اور پاکستان کے وزارت بحالیات کے مشیروں میں کل بھی گفتگو ہوتی رہی۔ کل ان مذاکرات کا چھٹا دن تھا۔ کل کے مذاکرات کے بعد پاکستانی وفد کے لیڈر مسٹر احمد جعفر نے بتایا کہ مذاکرات میں غیر منقولہ شہری جائداد۔ زرعی جائداد اور منقولہ جائداد کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا گیا۔ ہند اور پاکستان کے وفود نے کل مسٹر جی احمد سے ملاقات کی اور اس موقعہ پر گوردواروں اور مذہبی عمارتوں کے متعلق بات چیت کی گئی۔ پیر کو پھر کانفرنس ہوگی۔